بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ﷺ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود علیہ السلام

ترجمۃ القرآن بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی عدیم المثال خصوصیات

اور اس کا چند جدید تراجم سے تقابلی جائزہ

از

خواجہ عبدالعظیم احمد، فاضل عربی، شاھد
ریسرچ سکالر

ابتدائیہ

قرآن کریم ایک ایسا مخدوم ہے کہ جس کی خدمتیں گزشتہ چودہ سو سال سے جاری ہیں اور رہتی دنیا تک جاری وساری رہیں گی۔ اس بابرکت کلام کی خدمت کرنے والے خدام اس خدمت کو اپنی حیات کا اثاثہ سمجھتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی اس امانت گراں بار کو اٹھایا اوت امت کو دے کر واپس اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس چلے گئے اور پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان اور پھر تابعین و تبع تابعین نے اس خدمت کو سر انجام دیا۔ کسی نے اس کی جمع و تدوین میں کسی نے اس کو یاد کر کے آگے پڑھایا کسی نے اس کی تفسیر کی اور کسی نے اس کلام کو اپنے عمل میں دکھایا۔ غرضیکہ دور اولین سے لے کر آج تک کسی نہ کسی صورت میں اس کی خدمت جاری رہی۔

غیر عرب مسلم دنیا نے بھی بڑی محنت کے ساتھ اس کلام کو سمجھنے کے لئے کوشش کی۔ اس کے لئے قرآن کریم کے تراجم کئے گئے تاکہ اس کے پیغام کو آسانی سے سمجھا جائے۔ دنیا کی کئی زبانوں میں یہ فریضہ ادا کیا گیا۔ اس ریسرچ پیپر میں دنیا میں تراجم قرآن کے بارہ میں کی جانے والی کوششوں اور ان کی کچھ تاریخ اور پھر برصغیر میں اردو تراجم کی کچھ تفصیل بیان کر کے جماعت احمدیہ کے چوتھے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ قرآن کی خصوصیات پر روشنی ڈالی جائے گی اور اس ترجمہ قرآن کا موازنہ کچھ دوسرے جدید دور کے تراجم سے کیا جائے گا۔

قرآن کریم کے تراجم کی تاریخ

قرآن کریم کے تراجم کی تاریخ ہمیں دور صحابہ تک لے جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ غیر عرب علماء ہی نے کرنا تھا۔ اولین کے دور میں غیر عرب صحابہ میں سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارہ میں آتا ہے کہ آپ نے پہلی بار سورت فاتحہ کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ چنانچہ مشہور حنفی عالم علامہ شمس الدین السرخسی (المتوفیٰ 483ھ) اپنی کتاب المبسوط میں لکھتے ہیں،

"ایک روایت میں آتا ہے کہ فارسی مسلمانوں نے ایک بار حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں انہوں نے عرض کی کہ سورت فاتحہ کا فارسی میں ترجمہ کیا جائے تاکہ اس کو نماز وغیرہ میں (فارسی میں سمجھ کر) پڑھ سکیں۔" (کتاب المبسوط، الجزء الاوّل۔ صفحہ 37، دار المعرفۃ، بیروت۔ لبنان)

اس درخواست پر حضرت سلمان فارسی نے سورت فاتحہ کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔

اسی طرح کے ایک اور اولین ترجمہ قرآن کریم کے بارہ میں سید سلیمان ندوی اپنی کتاب "عرب وہند کے تعلقات" میں کتاب عجائب الہند کے حوالہ سے لکھتے ہیں،

"270ہجری میں "الرا" (واقع سندھ) کے راجہ مہروگ نے منصورہ (واقع سندھ) کے امیر عبد اللہ ابن عمر کو لکھ بھیجا کہ کسی ایسے شخص کو ہمارے پاس بھیج دیجئے جو ہندی میں ہمیں قرآن مجید سمجھا سکے، انہوں نے ایک عراقی مسلمان کو جس کی پرورش ہند میں ہوئی تھی، اور وہ مختلف ہندستانی زبانوں پر عبور رکھتا تھا، اس کو بھیج دیا، راجہ کی خواہش سے ہندی میں اس نے تین سال میں قرآن حکیم کا ترجمہ کیا، راجہ روزانہ ترجمہ سنتا تھا اور اس سے بے حد متاثر ہوتا تھا۔ (عرب و ہند کے تعلقات صفحہ 241، 242، الہ آباد، مطبوعہ ہندوستانی اکادمی، یو پی۔1930)

اس کے علاوہ قرآن کریم کے یورپین زبانوں مثلاً لاطینی زبان میں رابرٹ کیوٹن کا ترجمہ، الیگزنڈر راؤس اور جارج سیل کے انگریزی تراجم، آندرے دور ئر کا فرانسیسی ترجمہ، جان ہینڈرکسز کا ڈچ ترجمہ، شیخ سعدی کا ترجمہ بھی قابل ذکر ہے۔ (قرآن مجید کے تراجم، مغربی و مشرقی زبانوں میں، سیارہ ڈائجسٹ۔ صفحہ 159)

شیخ سعدی کے ترجمہ قرآن کے متعلق ایک متضاد رائے بھی علماء کے ہاں معروف ہے۔ شیخ محمد اکرم (مصنف ورود کوثر) کے نزدیک، "شیخ سعدی سے اس کی نسبت مشتبہ ہے اور یقیناً یہ ترجمہ کبھی بھی رائج نہیں ہوا۔" (جائزہ تراجم قرآنی، صفحہ 13، 14۔ شائع کردہ مجلس معارف القرآن، دار العلوم دیوبند)

اس فارسی ترجمہ سے متعلق دوسری رائے یہ ہے کہ یہ ترجمہ معروف عالم سید شریف علی جرجانی (المتوفی816ھ) کا ہے۔

یہاں مضمون کی مناسبت سے برصغیر پاک و ہند میں ہونے والے قرآنی تراجم کا کچھ حد تک اجمال پیش کیا جائے گا۔

برصغیر پاک و ہند میں ہونے والے قرآنی تراجم

- **فارسی زبان** میں قرآن کریم کا پہلا ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (المتوفی1176ھ) نے کیا۔ اس کا نام "تفسیر و ترجمہ فتح الرحمٰن" رکھا گیا۔ یہ ترجمہ قریباً 1150ھ بمطابق 1737ء میں ہوا۔ (ششماہی التفسیر کراچی، جلد 12، شمار 32 جولائی تا دسمبر 2018ء صفحہ 42 مصنفہ حکمت اللہ آکا خیل ریسرچ سکالر جامعہ کراچی)
- **اردو زبان:** بارہویں صدی کے آواخر میں اردو نے فارسی کی جگہ لینی شروع کی تو اردو ترجمہ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب کے نامور فرزند شاہ عبدالقادر صاحب (المتوفیٰ 1230ھ) نے اردو میں پہلا بامحاورہ ترجمہ قرآن کریم کیا۔ اس ترجمہ کا نام "موضح القرآن" تھا۔ یہ ترجمہ محترم شاہ صاحب نے 1790ء میں مکمل کیا۔ یہ ترجمہ 1829ء میں شائع ہوا۔ (شاہ عبدالقادر کے اردو ترجمہ قرآن کا تحقیقی و لسانی مطالعہ از ڈاکٹر محمد سلیم خالد فصل دوم صفحہ 81)

اس کے بعد شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (المتوفیٰ 1163ھ) نے مطابق اردو زبان کا سب سے پہلا تحت اللفظ ترجمہ 1788ء میں مکمل کیا۔ یہ ترجمہ 1838ء میں شائع ہوا۔ (القرآن الکریم مع ترجمہ مستفاد از ترجمتین از علامہ محمد حنیف ندوی، مطبوعہ ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز، کشمیری بازار۔ لاہور 1983ء۔ صفحہ 15و16)

ان کے علاوہ سر سید احمد خان کا ترجمہ و تفسیر القرآن، ڈپٹی نذیر احمد صاحب کا ترجمہ، مرزا حیرت دہلوی، شیخ الہند محمود الحسن، اشرف علی تھانوی صاحب کا "بیان القرآن"، احمد خاں رضا بریلوی صاحب کا "کنزالایمان" بھی برصغیر میں مقبول تراجم کی حیثیت رکھتے ہیں۔

- **ہندی زبان** میں احمد شاہ مسیحی، نے القرآن کے نام سے **مکمل** ترجمہ کیا، جو پہلی بار 1915ء میں شائع ہوا۔ اس میں عربی متن شامل نہیں ہے۔ (سیارہ ڈائجسٹ، قرآن نمبر، جلد دوم، صفحہ 672)
- **پشتوزبان** میں پہلا ترجمہ مولانا مراد علی صاحبزادہ، جلال آباد افغانستان نے 1917 میں کیا۔ یہ پشتو میں پہلا **مکمل** ترجمہ ہے، یہ ترجمہ لفظی یا محاورہ نہیں بلکہ (ترجمانی) مفہوم کو ادا کرتا ہے۔۔ (سیارہ ڈائجسٹ، قرآن نمبر، جلد دوم، صفحہ 660 تا665)
- **بنگلہ زبان** میں پہلا **مکمل** ترجمہ مولانا عباس علی نے 1909ء میں" ترجمہ قرآن مجید" کے نام سے کیا۔ یہ بنگلہ میں پہلا **مکمل** ترجمہ سمجھا جاتا ہے۔ اس میں ایک متضاد رائے بھی ہے، بعض کے نزدیک پہلا بنگلہ ترجمہ برہمن دھرم کے ماننے والے، گریش چندرا سین نے 1886ء میں کیا تھا۔
(The Social Thoughts and consciousness of the Bengali Muslims in the ColonialPeriod by Amalendu De, Vol 23, No 4/6 April-June 1995, pp 16-32)

- **گجراتی زبان** میں، محمد عبداللہ منہاس کے نزدیک، پہلا ترجمہ حاجی غلام علی، حاجی اسمٰعیل رحمانی ایڈیٹر "راہ نجات" بھاؤ لنگر نے کیا۔ (سیارہ ڈائجسٹ، قرآن نمبر، جلد دوم، صفحہ 660 تا665)
- **سندھی زبان** میں پہلا ترجمہ اخوند عزیز اللہ متعلوی نے کیا۔ آپ ٹمیاری ضلع حیدر آباد کے رہنے والے تھے۔ یہ ترجمہ 1870ء میں شائع ہوا۔ اس کے علاوہ مولانا تاج محمود صاحب، امروٹ ضلع سکھر نے بھی ایک ترجمہ سندھی زبان میں کیا۔ (روزنامہ جنگ "مولانا تاج محمود امروٹی، وادی مہران اشاعت مؤرخہ 18 اکتوبر 2022 اخذ کردہ بتاریخ 15 اپریل 2023)
- **پنجابی / گورمکھی زبان** ترجمہ میں ایک سکھ عالم سنتھ وائڈیا گوردت سنگھ (جو ضلع موگھا کے لانڈھے کے گاؤں سے تعلق رکھتے تھے) نے عربی سے گورمکھی میں کیا۔ یہ پہلی بار امرتسر سے 1911 میں شائع ہوا۔ (https://m.tribuneindia.com/news/archive/features/gurmukhi-translation-of-quran-traced-to-moga-village-232193)

جماعت احمدیہ اور قرآن کریم کے ترجمہ کا ایک عظیم الشان نظام

اس اجمال کے بعد کسی قدر تفصیل جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کئے جانے والے شائع کردہ تراجم کی پیش کی جائے گی۔ جماعت احمدیہ کی جانب سے خدمت قرآن کا نظام تو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکر زندگی ہی میں شروع ہو چکا تھا۔ آپ کی تو پہلی باقاعدہ تصنیف "براہین احمدیہ" ہی قرآن مجید کی حقانیت پر ایک سونتی ہوئی تلوار کی صورت میں معرض وجود میں آئی۔ قرآنی معارف کا بیان، دروس قرآن اور قرآنی مضامین پر مشتمل تصانیف، تالیفات، مکتوبات، اشتہارات اور ملفوظات کا ایک بحر بے کراں جاری وساری رہا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ و تفسیر سے متعلق مولوی محمد علی صاحب کو ہدایات دیں اور یہ ترجمہ و تفسیر حضور رضی اللہ عنہ کے بے نظیر علم قرآن کی روشنی میں اور صدر انجمن احمدیہ کے خرچ پر قریباً تیار ہی تھا کہ آپ کی وفات ہو گئی اور مولوی صاحب خلافت احمدیہ سے برگشتہ ہو کر لاہور چلے گئے اور ساتھ ہی یہ ترجمہ و تفسیر بھی لے گئے۔ کچھ عرصہ بعد یہ مولوی صاحب نے اپنے نام سے شائع کروا دیا۔

1905ء میں جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کے پہلے پارہ کا انگریزی اور اردو میں ترجمہ کے ساتھ تفسیر لکھی۔ اس کے بعد حضور نے یہ کام سلسلہ کے جید علماء حضرت مولوی شیر علی صاحب، حضرت خان بہادر ابوالہاشم خان صاحب اور حضرت ملک غلام فرید صاحب کو سونپا۔ جنھوں نے بڑی عرقریزی سے لگ بھگ 3 ہزار صفحات اور 5 مجلدات پر مشتمل ایک تفسیر شائع کی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس کا پر معارف دیباچہ بھی تحریر فرمایا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ نے سن 1944ء میں ایک خصوصی تحریک فرمائی جس کے تحت قرآن کریم کا ترجمہ دنیا کی 8 مختلف زبانوں میں کیا جانا تھا۔ ان زبانوں میں انگریزی، رشین، جرمن، فرنچ، اٹالین، ڈچ، سپینش اور پرتگیز زبانیں شامل تھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے بابرکت دور میں یہ کام مزید وسیع ہوا۔ اور ڈینش، اسپرانٹو، انڈونیشین اور یوروبا زبانوں میں مکمل قرآن کریم کے تراجم شائع ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے زمانہ میں اس کام نے ایک عظیم الشان رفتار پکڑی۔ صد سالہ جشن تشکر کی سکیم کے تحت کئی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا گیا۔ ان میں لوگنڈا، گورمکھی ، فجیئن ،ہندی، سویڈش ،کورین ،کیکویو، جاپانی، ملائی، فارسی، سندھی، بنگلہ، آڑیہ، البانین، مینڈے، گریک، تامل، ویتنامی، گجراتی، ٹرکش، طوالوی، چینی، پشتو، پولش، چیک، سرائیکی،

پنجابی، اِگبو، بلغارین، ملیالم، منی پوری، سندھی، تیگالاگ، تیلگو، ہاؤسا، مراٹھی، نارویجین، کشمیری، سنڈانیز، نیپالی، جُولا اور کیکامبا شامل ہیں ان کے علاوہ تھائی، میانمار اور جاوانیز زبانوں میں پہلے دس پاروں کا ترجمہ شائع ہوا۔ الحمدللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت دور میں اب تک قِلّان، کریول (ماریشس)، کناڈا، اُزبک، فُولا، میڈنکا، وولف، مورے (بورکینافاسو)، بوسنین، مالاگاسی، تھائی، قرغز، اسانٹی چوئی، ماؤرے (نیوزی لینڈ)، میانمار (مکمل ترجمہ)، کیریول (گیمبیا)، یاؤ (تنزانیہ)، سنہالہ (سری لنکا)، ڈوگری وغیرہ

مندرجہ بالا معلومات محترم مولانا نصیر احمد قمر صاحب ایڈیشنل وکیل الاشاعت لنڈن کے تحریر کردہ مضمون "جماعتِ احمدیہ اور اشاعتِ قرآن" مطبوعہ روزنامہ الفضل 30 اپریل 2020 سے لی گئی ہے۔

جماعت احمدیہ اور قرآن کریم کے اردو تراجم

اس مختصر سے تاریخی سفر کے بعد اب ان تراجم کا جائزہ لیا جائے گا جو جماعت احمدیہ کے خلفاء کرام اور علماء کی جانب سے اردو زبان میں کئے گئے۔

1. 1902ء میں حضرت یعقوب علی عرفانی رضی اللہ عنہ نے ایک ترجمہ قرآن اردو زبان میں کیا۔ آپ ایک ایک پارہ ترجمہ کے ساتھ جماعتی اخبارات میں چھپتا رہا۔
2. 1906ء سے قبل ڈاکٹر عبد الحکیم پٹیالوی نے ایک ترجمہ و تفسیر "تفسیر القرآن بالقرآن مع ترجمہ" کیا۔ یہ صاحب بعد میں جماعت چھوڑ کر الگ ہو گئے۔
3. 1910ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیری نوٹس اخبار "بدر" میں بالاقساط چھپتے رہے۔ آپ کے تفسیری نکات (آپ کی تصانیف، خطبات و خطابات اور دروس سے اخذ کر کے "حقائق الفرقان" کے نام سے چار مجلدات میں شائع ہوئے۔
4. 1912ء میں حضرت مولوی سرور شاہ نے ترجمہ مع تفسیر کیا، جو 1906 سے 1912 تک رسالہ تعلیم الاسلام، رسالہ تفسیر القرآن اور ریویو آف ریلیجنز کے ضمیمے میں چھپتا رہا۔ (یہ مکمل ترجمہ نہیں تھا)
5. 1915ء میں محترم میر سعید صاحب نے ایک ترجمہ کیا۔ اس ترجمہ کا استفادہ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے دروس سے کیا۔
6. 1919ء میں محترم فخر الدین ملتانی نے قرآن کریم کا ایک ترجمہ کیا، جو اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور سے شائع ہوا۔ اسکی ضخامت 704 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ بعد میں پیغامیوں کے ساتھ جا ملے۔
7. 1927ء یا 1929ء میں حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ نے بھی ایک ترجمہ قرآن کریم کا کیا۔
8. میاں معراج الدین عمر صاحب نے بھی ایک ترجمہ اردو زبان میں "حمائل شریف مترجم مع حواشی" کے نام سے کیا۔

9. ایک ترجمہ قرآن حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ نے کیا۔ یہ لفظی ترجمہ ہے جو کہ وقتاً فوقتاً چھپتا رہا۔ یہ ترجمہ قرآن کے طالبعلموں کے لئے نہائت عمدہ ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ بھی غالباً بیسویں صدی کی تیسری یا چوتھی دہائی میں تحریر کیا گیا۔
10. 1940ء میں محترم مولوی محمد علی صاحب نے ایک تفسیر مع ترجمہ کیا جو کہ "بیان القرآن" کے نام سے موسوم ہے۔ یہ تین جلدوں میں شائع ہوئی۔ آپ بھی بعد میں لاہوری گروپ (جماعت غیر مبائعین) کے بانی بنے۔
11. 1957ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود رضی اللہ نہ نے ترجمہ و مختصر تفسیر "تفسیر صغیر" کے نام سے کی۔ اس کو ادارۃ المصنفین ربوہ نے شائع کیا۔ یہ تفسیر و ترجمہ نہائت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ آپ نے ایک دس مجلدات پر مشتمل ایک مفصل تفسیر "تفسیر کبیر" کے نام سے بھی تحریر فرمائی مگر یہ مکمل قرآن کی تفسیر نہیں ہے۔
12. 1974ء میں پیر صلاح الدین صاحب نے ترجمہ و تفسیر کیا۔ جو قرآن پبلی کیشنز اسلام آباد نے چار جلدوں میں شائع کیا۔
13. 1977ء میں مولوی عبد الرحمن صاحب ڈیرہ غازی خان نے ایک ترجمہ 6 مجلدات پر مشتمل کیا۔ یہ تحت اللفظ ترجمہ ہے۔
14. 2000ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک ترجمہ قرآن کریم کیا۔ اس کی جملہ خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سورتوں کا مفصل تعارف ہر سورت سے قبل دیا گیا ہے۔
15. 2007ء میں محترمہ کفیلہ خانم صاحبہ نے "مناہل العرفان" کے نام سے قرآن کریم کا ایک ترجمہ و تفسیر کی۔ یہ تین مجلدات پر مشتمل ہے۔

ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ قرآن کریم کی خصوصیات اور ان کا تقابلی جائزہ

اس اصل مضمون کی طرف آتے ہوئے ہم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ کی خصوصیات کا جائزہ لیں گے۔ اس سلسلہ میں ہم عصر علماء میں سے چند ایک کے تراجم قرآن کریم کو اس ترجمہ کے موازنہ کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔ ان تراجم میں محترم جاوید احمد غامدی صاحب کا "البیان" محترم مولانا وحید الدین خاں صاحب کا "التذکیر" اور علامہ طاہر القادری صاحب کا "عرفان القرآن" منتخب کئے گئے ہیں۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان تین اصحاب علم کا مختصر سا تعارف بھی پیش کیا جائے تا کہ قاری کو ان کی علمی قدر و منزلت کا بخوبی علم ہو۔

تقابلی جائزہ میں موجود مترجم علماء کا مختصر تعارف

محترم جاوید احمد غامدی صاحب

جاوید احمد غامدی صاحب ضلع ساہیوال کے ایک گاؤں جیون شاہ میں 18 اپریل 1951 میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام محمد طفیل جنیدی تھا۔ آپ کے والد کے صوفیانہ رجحان کے باعث آپ کی نشوونما صوفی ماحول میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم پاک پتن اور اس کے نواحی دیہات میں پائی۔ اسلامیہ ہائی اسکول پاک پتن سے میٹرک کیا روایتی اسلامی تعلیم (عربی و فارسی) ضلع ساہیوال ہی کے ایک گاؤں نانگ پال میں مولوی نور احمد صاحب سے حاصل کی۔ 1967ء میں لاہور آ گئے اور یہیں کے ہو رہے۔ یہاں سے آپ نے گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے اور 1972ء میں انگریزی ادب کا امتحان پاس کیا۔ لاہور میں آپ حمید الدین فراہی کے علمی تبحر سے بہت متاثر ہوئے۔ امین احسن اصلاحی صاحب (المتوفیٰ 1997ء) سے ملاقاتوں نے آپ کو مذہب سے مزید قریب کر لیا۔ آپ پر مولانا مودودی صاحب کی تعلیمات کا بھی خاصا اثر رہا۔

آپ کے علمی کارناموں میں آپ کا مختلف رسائل کی ادارت سر فہرست ہے۔ جن میں دانش سرا، المورد اور ماہنامہ اشراق قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی تصانیف میں " البیان قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر" (جس کو تقابلی جائزہ کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔) "میزان: دین کی تفہیم و تبیین"، "برہان: تنقیدی مضامین کا مجموعہ"، " مقامات: دینی، ملی اور قومی موضوعات پر متفرق تحریریں" اور منظوم مجموعہ "خیال و خامہ" شامل ہیں۔

آپ کے باقی مسلمان علماء کے بالمقابل مخصوص معتقدات کی وجہ سے آپ کے خلاف بعض کتب بھی تحریر کی گئیں جن میں حافظ صلاح الدین یوسف صاحب سابق مدیر ہفت روزہ اعتصام، لاہور (المتوفیٰ 2020) کی "فتنہ غامدیت" اور پروفیسر محمد رفیق صاحب کی "فتنہ غامدیت کا علمی محاسبہ" اور "جاوید غامدی اور انکار حدیث" وغیرہ شامل ہیں۔

آپ نے "المورد" کے نام سے ایک ریسرچ انسٹیٹوٹ کی بنیاد بھی رکھی۔ یہ ادارہ 1991ء میں قائم کیا گیا۔ سن 2006ء میں آپ نے اسلامی نظریاتی کونسل سے استعفیٰ دے دیا۔ سن 2009ء میں آپ کو پاکستان کا تیسرا بڑا اعزاز "ستارہ امتیاز" عطا کیا گیا۔

آپ نے 2010ء میں اپنی جان کو لاحق خطرات کے باعث پاکستان کو چھوڑ دیا۔ اور 2019 میں (دلاس۔ ٹیکساس) امریکہ میں اپنے Ghamidi Center of Islamic Learning, an initiative of Al-Mawrid US کے قیام کے لئے سکونت پذیر ہوئے۔

آپ کے عقائد، نظریات اور تفردات کی لمبی فہرست ہے۔ جن میں چیدہ چیدہ "حدیث ایک تاریخی ماخذ ہے نہ کہ ماخذ ہدایت"، " عیسیٰ علیہ السلام کی وفات"، امام مہدی کے ظہور اور نزول عیسیٰ کے عقیدہ کا انکار"، "اجماع کا انکار اور اس کی عدم حجیت"، "فقہاء کی آراء کو عقل کی کسوٹی پر پرکھ کر ماننا"، "جہاد بالسیف کی منسوخی"، "تصوف ضلالت کا پیش خیمہ"، "اسلامی ریاست کا نصاب زکوٰۃ میں تبدیلی کرنے کا حق" اور "مسلمانوں میں خلافت کے نظام کی کوئی شرعی حیثیت نہیں" وغیرہ شامل ہیں۔

آپ کا ترجمہ و تفسیر "البیان"

محترم جاوید احمد غامدی صاحب کا یہ ترجمہ و حواشی سات مجلدات پر مشتمل ہیں۔ پہلی جلد سورۃ الفاتحہ سے سورۃ المائدۃ، دوسری جلد سورۃ یونس تا سورۃ المومنون، تیسری جلد سورۃ الفرقان تا سورۃ الاحزاب، چوتھی جلد سورۃ سبا تا سورۃ الحجرات، پانچویں جلد سورۃ ق تا سورۃ التحریم اور چھٹی جلد سورۃ الملک تا سورۃ الناس پر مشتمل ہے۔ اس ترجمہ کے بارہ میں غامدی صاحب اپنے ترجمہ کے دیباچہ میں تحریر کرتے ہیں۔

"یہ قرآن مجید کا اردو ترجمہ ہے۔ آں سوے افلاک کے اِس شہ پارۂ ادب کا حسن بیان تو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنا ممکن نہیں ہے۔ میں نے، البتہ اِس ترجمے میں یہ کوشش کی ہے کہ اِس کا مدعا نظم کلام کی رعایت سے اردو زبان میں منتقل کر دوں۔ تراجم کی تاریخ میں یہ اِس لحاظ سے پہلا ترجمۂ قرآن ہے کہ اِس میں قرآن کا نظم اُس کے ترجمے ہی سے واضح ہو جاتا ہے۔ اِس کے لیے مزید کسی شرح و وضاحت کی ضرورت نہیں رہتی۔ ترجمے کے حواشی زیادہ تر استاذ امام امین احسن اصلاحی کی تفسیر "تدبر قرآن" کا خلاصہ ہیں۔ میر انقطۂ نظر جن مقامات پر اُن سے مختلف ہے، وہ بھی کم نہیں ہیں۔ اہل نظر تقابلی مطالعے سے اُنھیں خود متعین کر سکتے ہیں۔ ترجمہ و تفسیر کی کتابوں میں ہر جگہ اِس کا اظہار ممکن نہیں ہوتا۔ مجھے امید ہے کہ نظم کلام کے ساتھ قرآن کے اسلوب بیان کا جلال و جمال بھی ارباب ذوق اِس ترجمے میں کسی حد تک جلوہ فرما دیکھ سکیں گے:

قدر مجموعۂ گل مرغ سحر داند و بس
نہ کہ ہر کو ورقی خواند معانی دانست

محترم جاوید احمد غامدی کا یہ ترجمہ و تفسیر (البیان) انٹرنیٹ کے مندرجہ ذیل لنک سے ڈاؤنلوڈ کی جا سکتا ہے۔

https://www.javedahmedghamidi.org

محترم مولانا وحید الدین خاں صاحب

آپ کی پیدائش یکم جنوری، 1925ء کو بڈھریا اعظم گڑھ، یوپی، بھارت میں ہوئی۔ آپ جب چار سال کے تھے تو والد محترم کا انتقال ہو گیا۔ آپ کی کفالت آپ کے چچا صوفی عبدالمجید خان صاحب نے کی۔ آپ نے مدرسۃ الاصلاح اعظم گڑھ سے تحصیل علم کیا۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا فیض الرحمن اصلاحی صاحب قابل ذکر ہیں۔ آپ کا تعلق ایک روشن خیال علمی خاندان سے تھا۔ اس بات کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے ایک عم زاد علی گڑھ کالج کے ایم اے کے اولین طلبہ میں سے تھے۔ آپ اردو، ہندی، عربی، فارسی اور انگریزی زبان کے متبحر عالم ہیں۔ آپ نے 1950ء میں ایک تنظیم من "انصاری الی اللہ" بنائی۔ آپ اوّل اوّل جماعت اسلامی سے بھی متاثر ہوئے مگر بعد ازاں مولانا مودودی کے سیاسی عزائم کو دیکھ کر ان سے اختلاف کرنے لگے۔ پھر تبلیغی جماعت کے ساتھ ہو لئے مگر ان سے بھی جلد ہی دل کھٹا ہو گیا۔ پھر ندوۃ العلماء (لکھنؤ) میں شامل ہوئے مگر وہاں کی شخصیت پرستی نے آپ کو ان سے دور کر دیا۔ 1967ء سے 1974ء تک الجمعیۃ ویکلی، دہلی کے مدیر رہ چکے ہیں۔ آجکل آپ کے زیر

انتظام "الرسالہ" نامی ایک ماہنامہ جو اردو اور انگریزی زبان میں شائع کیا جارہا ہے۔ یہ میگزین 1976ء سے چھپ رہا ہے۔ مولانا وحید الدین خاں کی خود نوشت تحریروں پر مبنی سوانح عمری "اوراق حیات" جو ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے. اس کتاب کو سوانح نگار شاہ عمران حسن مرتب کیا ہے، جو شائع شدہ ہے۔ آپ قریباً 200 کتب کے مصنف جو کہ اردو، ہندی، عربی اور انگریزی زبانوں میں ہیں۔ جن میں سے چند ایک "فسادات کا مسئلہ، مطالعہ قرآن، اسفار ہند، تجدید دین، علماء اور دور جدید، تجدید دین، حقیقت حج، مذہب اور جدید سائنس اور تذکیر القرآن شامل ہیں۔ عربی کتب میں علیکم بسنتی، إمكانات جديدة للدعوة الإسلامية، التفسير السياسى للدين اور تاريخ الدعوة إلي الإسلام ان کی ایک کتاب الاسلام یتحدی (مذہب اور جدید چیلنج) عرب بعض عرب ممالک کی جامعات میں داخل نصاب ہے۔ انگریزی کتب میں معروف Islam and peace، Muhammad : A Prophet for All ،The Moral Vision،An Islamic Treasury of Virtues،،In search of God Humanity وغیرہ ہیں۔

آپ کے مختلف فیہ نظریات، اعتقدات اور تفردات میں انسان کامل، جہاد، دجال، مہدی، ختم نبوت کا مفہوم، ظلم کو برداشت کرنا اور جوابی کارروائی سے گریز کی تلقین، تقلید شخصی، وغیرہ شامل ہیں۔

آپ کے اعزازات میں پدما بھوشن، اردو اکاڈمی ایوارڈ، سیرت بین الاقوامی اعزاز شامل ہیں۔ آپ کو A Great Scientific Saint of Muslim World بھی کہا جاتا ہے۔ آپ مولانا مودودی، حمید الدین فراہی، علامہ اقبال اور ابوالحسن ندوی کے ناقد تھے۔ آپ کی وفات 21 اپریل 2021 کو ہوئی۔

آپ کا ترجمہ و تفسیر "تذکیر القرآن"

یہ تفسیر مولانا وحید الدین خاں نے دعوتی انداز میں تحریر کی۔ یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ آسان فہم اور قاری کی قرآن فہمی کے لئے ایک مفید ماخذ ہے۔ اس ترجمہ و تفسیر کے محور کے بارہ میں نبیل اختر چوہدری اپنے مقالہ " تفسیر تذکیر القرآن کے اسلوب و منہج کا تحقیقی جائزہ" میں لکھتے ہیں،

" تذکیر القرآن کا محور صرف ایک بات ہے وہ یہ کہ قاری مدعو ہے اور صاحب تفسیر داعی۔ اس کو دین کی طرف راغب کرنے کے لئے اس کے ذہن کے مطابق بات کی جائے۔" (تفسیر تذکیر القرآن کے اسلوب و منہج کا تحقیقی جائزہ۔ ص114)

اس تفسیر میں موجود ترجمہ کے حوالہ سے مقالہ نگار تحریر کرتے ہیں، "ترجمہ نہایت آسان زبان میں لکھا گیا ہے۔ ایک عام آدمی جو صرف اردو زبان پڑھنا لکھنا جانتا ہے وہ آسانی سے اس تفسیر سے استفادہ کر سکتا ہے کسی جگہ پر بھی دوسرے علماء کی طرح ترجمہ میں لفّاظی اور جناتی زبان کو استعمال نہیں کیا گیا ہے۔۔۔ ترجمہ تحقیقی ہے۔ گرائمر، سیاق وسباق کو مد نظر رکھ کر کیا گیا ہے۔ اگر اسے پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کہیں بھی ایسا نہیں کیا گیا کہ کسی لفظ کا مطلب اپنی مرضی سے لکھ دیا گیا ہو۔" (تفسیر تذکیر القرآن کے اسلوب و منہج کا تحقیقی جائزہ۔ ص65)

محترم مولاناوحید الدین خاں صاحب یہ ترجمہ و تفسیر (تذکیر) انٹرنیٹ کے مندرجہ ذیل لنک سے ڈاؤنلوڈ کی جاسکتا ہے۔

https://archive.org/details/mateen_201803

ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب

آپ 19 فروری 1951ء جھنگ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباء سیال خاندان سے ہیں۔ آپ کا تعلق ایک علمی خاندان سے ہے آپ کے والد ڈاکٹر فرید الدین (المتوفی 1974ء) بھی ایک معروف علمی شخصیت تھے۔ آپ نے ایم اے اور پی ایچ ڈی پنجاب یونیورسٹی سے کی۔

آپ امام غزالی، شاہ ولی اللہ دہلوی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اور مولانا عبید اللہ سندھی وغیرہ سے متاثر ہیں۔ آپ نے 1980ء میں تحریک منہاج القرآن کی بنیاد رکھی۔ آپ مختلف اوقات میں اسلامک سٹڈیز اور اسلامک لاء کے لیکچرار رہے۔ وکالت بھی کی اور وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے مشیر بھی رہے۔ 1986ء سے آپ منہاج یونیورسٹی، لاہور کے چیئرمین بورڈ آف گورنرز ہیں۔ 1989ء میں آپ نے "پاکستان عوامی تحریک" کے نام سے ایک سیاسی جماعت بنائی۔

آپ کی علمی خدمات میں اردو، انگریزی اور عربی زبانوں میں کئی ایک کتب ہیں، جن کی تعداد 550 کے قریب بتائی جاتی ہے۔ جن میں معروف کتب "المنہاج السوی"، "سیرت الرسول میلاد منانے کی شرعی حیثیت"، "اسلام اور جدید سائنس"، "اقتصادیات اسلام"، "حقوق انسانی"، "نیو ورلڈ آرڈر اور عالم اسلام" اور "القول المعتبر فی الامام المنتظر" وغیرہ ہیں۔ آپ نے ایک سات مجلدات پر مشتمل "Quranic Encyclopedia" بھی مرتب کیا۔ "عرفان القرآن" کے نام سے آپ کا قرآن کریم کا ایک اردو ترجمہ ہے جس کو تقابلی جائزہ کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔ ان پر علماء کی طرف سے سخت تنقید بھی کی گئی۔ ان کے خلاف لکھی جانے والی کتب میں ابو مصطفیٰ عاقب القادری کی "قہر الدیان علیٰ منہاج الشیطان"، محمد حسن علی رضوی کی "ضرب قاہر بر فتنہ طاہر" اور محمد اختر حسین قادری کی "طاہر القادری۔ عقائد و نظریات" وغیرہ اہم ہیں۔

آپ کا ترجمہ قرآن "عرفان القرآن"

ڈاکٹر طاہر القادری کا یہ ترجمہ سن 2005ء میں شائع ہوا۔ عرفان القرآن کی تقریب رونمائی 13 اپریل 2006ء، تحریک منہاج القرآن اور جنگ گروپ آف نیوز پیپرز کی میر خلیل الرحمٰن میموریل سوسائٹی کے زیر اہتمام ایوان اقبال لاہور میں منعقد ہوئی۔ اس ترجمہ کے بارہ میں معروف اسکالر ڈاکٹر طاہر حمید تنولی نے کہا کہ "برصغیر پاک و ہند میں ہونے والے تراجم قرآن درخت ہیں اور ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا ترجمہء قرآن عرفان القرآن پھل ہے۔ یہ ترجمہ اپنی معنویت کے اعتبار سے تفسیر ہے۔" (تبصرہ: ڈاکٹر طاہر حمید تنولی فیکلٹی ممبر پنجاب یونیورسٹی لاہور) اس ترجمہ پر ماہنامہ معارف رضا اور جہان رضا میں احمد خان رضا بریلوی صاحب کے ترجمہ قرآن کنزالایمان کے ساتھ تقابل پیش کیا گیا اور عرفان القرآن پر اشکالات پیش کئے گئے۔

محترم ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کا یہ ترجمہ (عرفان القرآن) انٹرنیٹ کے مندرجہ ذیل لنک سے ڈاؤنلوڈ کی جا سکتا ہے۔
https://www.minhajbooks.com/urdu/book/1/Irfan-ul-Quran/

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد، خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب بانی جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ و السلام کے پوتے اور جماعت احمدیہ عالمگیر کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے خلف رشید تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سیدہ مریم بیگم تھا جو بعد میں ان کی نسبت سے ام طاہر کی کنیت سے مشہور ہوئیں۔ آپ کی پیدائش 1928ء میں قادیان میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان ہی میں حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے 1944ء میں اپنی والدہ محترمہ کی وفات کے چند ماہ بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ گریجویشن کے بعد آپ نے جامعہ احمدیہ سے "شاہد" کی سند حاصل کی۔ آپ 1955ء میں پہلی دفعہ اپنے والد صاحبؓ کے ہمراہ انگلستان تشریف لے گئے اور انہی کی ہدایت کے مطابق انگریزی زبان کے علم کو بڑھانے اور یورپ کے معاشرتی اقدار کے مطالعہ کے لئے وہیں ٹھہر گئے۔ آپؒ نے SOAS یونیورسٹی آف لنڈن میں داخلہ لیا جہاں آپ نے اڑھائی سال تک تعلیم حاصل کی۔

لنڈن سے واپسی پر 1956-57ء میں آپ "وقف جدید انجمن احمدیہ" کے سربراہ بنے اور 1960ء سے 1969ء تک نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ اور پھر صدر رہے۔ 1979ء تا 1982ء آپ "مجلس انصار اللہ" کے صدر رہے۔ آپ نے "فضل عمر فاونڈیشن" کے سربراہ کی حیثیت سے بھی خدمات سر انجام دیں۔

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد آپ 9 جون، 1982ء کو آپ کو جماعت احمدیہ عالمگیر کے چوتھے خلیفہ بنے۔ جنرل ضیاء الحق کے اینٹی احمدیہ آرڈیننس مجریہ 26، اپریل 1984ء نے آپ کو پاکستان چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ آپ مؤرخہ 30، اپریل 1984ء کو انگلستان تشریف لے گئے۔ جہاں آپ 19، اپریل 2003ء تک تادم وفات قیام پذیر رہے۔ یہیں آپ کی بابرکت سیادت میں عالمی جماعت ہائے احمدیہ کی رہنمائی اور کروڑوں مردوں، عورتوں اور بچوں کی اس رنگ میں تربیت فرمائی جس سے اُن میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی اور چند ہی سالوں میں جماعت کی تعداد کروڑوں تک پہنچ گئی اور 175 ممالک میں جماعت ہائے احمدیہ کا قیام عمل میں آگیا۔ آپ ہی کے دور میں سیٹلائٹ چینل MTA کا قیام عمل میں آیا جو آپؒ کی شب و روز محنت کا ثمر ہے۔ جس کے ذریعہ دنیا بھر میں خطبات، مجالس عرفان اور دیگر علمی اور روحانی پروگرام پیش کئے جا رہے ہیں۔ آپ ایک عظیم الشان مقرر، بہترین منتظم، کئی کتابوں کے مصنف اور اعلیٰ صاحب طرز شاعر بھی تھے۔ آپ کی کئی ایک عظیم الشان کتب میں ذھق الباطل، اسلام اور عصر حاضر کے مسائل کا حل، خلیج کا بحران، نظام جہان نو، عدل، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ، اسلام میں ارتداد کی سزا کی حقیقت، ذوق عبادت اور آداب

دعا، خطبات طاہر، الہام، عقل، علم اور سچائی، سوانح فضل عمر، مذہب کے نام پر خون اور ترجمہ قرآن کریم شامل ہیں۔ آپ کی وفات 19 اپریل 2003ء کو لندن میں ہوئی۔

آپ کا ترجمہ " قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف اور مختصر تشریحی نوٹس"

آپ نے یہ ترجمہ پہلی بار سن 2000ء میں شائع کیا۔ یہ دراصل آپ کی ترجمۃ القرآن کلاس سے اخذ کیا گیا ہے جو کہ 15 جولائی 1994ء سے 24 فروری 1999ء تک جاری رہی۔ یہ کل 305 کلاسز تھیں۔ آپ اپنے اس ترجمہ کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

"حتی المقدور یہ کوشش کی گئی ہے کہ قرآن کریم کا ایسا ترجمہ تیار ہو جائے جو اپنے رنگ میں تفسیر کا بھی قائمقام ہو تا کہ غور کرنے والے اس میں سے مطالب نکال سکیں۔ اللہ کرے کہ یہ ترجمہ ایک بھاری اکثریت کے لئے قرآن کریم سمجھنے، سمجھانے اور اس کی محبت دلوں میں بٹھانے کا موجب بنے۔"

اس ترجمہ کے بارہ میں محترم سید عبدالحیٰ شاہ صاحب، ناظر اشاعت، صدر انجمن احمدیہ تحریر فرماتے ہیں،

"زیر نظر ترجمہ قرآن مجید حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وسیع مطالعہ، غور و فکر اور سالہا سال کے شب و روز کی انتھک محنت کے نتیجے میں منظر عام پر آ رہا ہے۔ اس ترجمہ میں بہت سے مشکل مقامات ایسے تھے جن کے حل کے لئے حضور نے اللہ تعالیٰ سے راہنمائی چاہی اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے حضور کو ایسے معانی سمجھائے جن سے وہ مشکل مقامات حل ہوگئے۔ یہ ترجمہ آسان سلیس اور عام فہم ہونے کے باوجود اپنے اندر اک ندرت رکھتا ہے۔ اس ترجمہ میں اس بات کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے کہ یہ ترجمہ قرآن کریم کے متن کے بالکل مطابق ہو اور کسی صورت میں بھی یہ متن سے تجاوز نہ کرے۔۔۔اس ترجمہ میں جن مقامات پر قرآن کریم کے عربی الفاظ کا ترجمہ رائج اور معروف تراجم سے ہٹ کر کیا گیا ہے وہاں اختیار کردہ ترجمہ کی سند کے طور پر حاشیہ میں عربی لغات اور دیگر کتب کا حوالہ دیا گیا ہے۔ مذکورہ خصوصیات کے ساتھ یہ ترجمہ ایک منفرد اسلوب رکھتا ہے۔ علوم جدیدہ کے انکشافات کی روشنی میں اس دائمی کتاب کے ایک ایک لفظ کو دوبارہ سمجھنے کی شعوری کوشش کی گئی ہے اور جن مقامات پر بھی عربی لغت اور قواعد صرف و نحو نے اجازت دی ہے وہاں سابقہ تراجم کے بجائے نئے اور اچھوتے معنی اختیار کئے گئے ہیں۔"

ایک احمدی کا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے منتخب اور خدا رسیدہ لوگوں کو علم قرآن عطا فرماتا ہے۔ ان کو وہ نکات دیئے جاتے ہیں جو ان کے غیر کو حاصل نہیں ہوتے۔ ان کو معارف کا وہ ذخیرہ عطا ہوتا ہے جو ان میں اور دوسرے علماء میں ایک مابہ الامتیاز اور ایک فرقان کی حیثیت رکھتا ہے۔

ذیل میں ایک کوشش کی گئی ہے کہ اس فرقان کو لوگوں کے سامنے کھول کر پیش کیا جائے۔ اس ترجمہ کی تو یقینی طور پر ہزاروں خصوصیات ہوں گی۔ مگر یہاں چند خصوصیات کو پیش کیا جارہا ہے۔ اس تقابل کے لئے ان علماء کو منتخب کیا گیا ہے جو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے ہم عصر ہیں، اور لوگ ایک بڑی تعداد میں ان سے تعلق ارادت اور تلمذ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ وہ جدید علماء جو لوگوں کی کردار سازی اور فکری ارتقاء میں اثر انداز ہو رہے ہیں۔ تا کہ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ (الواقعة: 80) کا اصل کھل کر واضح ہو جائے۔

1. آسان عام فہم ترجمہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمۃ القرآن کی ایک عظیم الشان خوبی اس کا آسان اور عام فہم ہونا بھی ہے۔ ذیل میں اس کو مثالوں سے واضح کیا جائے گا۔ ان مثالوں سے واضح ہو گا کہ مروجہ تراجم کے مقابل پر آپ رحمہ اللہ کا ترجمہ جہاں ایک جانب لفظی ہے وہاں دوسری جانب اردو محاورہ کے عین مطابق ہے۔

نمبر	آیت کا ٹکڑا	حوالہ	البیان از جاوید احمد غامدی	التذکیر از مولانا وحید الدین خاں	عرفان القرآن از طاہر القادری	ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
.1	من دون الله	البقرۃ 166	اوروں کو	اللہ کے سوا	اللہ کے غیروں کو	**اللہ کے مقابل پر**
.2	عنده	البقرۃ 256	اس کے حضور میں	اس کے پاس	اس کے حضور	**اس کے حضور**
.3	اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ	آل عمران 173	اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہی۔	جن لوگوں نے اللہ اور رسول کے حکم کو مانا۔	اللہ اور رسول کے حکم پر لبیک کہا۔	**وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور رسول کو لبیک کہا۔**
.4	وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ	الاعراف 134	وہ مجرم لوگ تھے۔	وہ مجرم لوگ تھے۔	اور وہ نہایت مجرم قوم تھے۔	**اور وہ مجرم قوم تھے۔**
.5	وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى	الاعراف 138	تیرے پروردگار کا وعدہ خیر اس طرح پورا ہوا۔	تیرے رب کا نیک وعدہ پورا ہو گیا۔	اور۔۔۔ آپ کے رب کا نیک وعدہ پورا ہو گیا۔	**اور۔۔۔ تیرے ربّ کے حسین کلمات پورے ہوئے۔**
.6	لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ	الاعراف 189	میں خیر کثیر جمع کر لیتا۔	میں بہت سے فائدے اپنے لئے حاصل کر	میں از خود بہت سی بھلائی (اور فتوحات) حاصل	**یقیناً میں بہت دولت اکٹھی کر سکتا تھا**

				لیتا۔	کرلیتا۔	
7.	وَ مَا كَانَ رَبُّکَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ	ھود118	کسی ظلم کی پاداش میں	ناحق	ظلماً	اور تیرا ربّ ایسا نہیں کہ بستیوں کو ازرہِ ظلم ہلاک کر دے۔
8.	يُلْحِدُوْنَ	حٰم السجدة 41	کج روی اختیار کر رہے ہیں۔	الٹے معنی پہناتے ہیں۔	صحیح راہ سے انحراف کرتے ہیں۔	کج رَوی سے کام لیتے ہیں۔
9.	لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ	حٰم السجدة 50	انسان (کا معاملہ بھی عجیب ہے، وہ مصیبتوں کو آتے دیکھ کر) بھلائی کی دعا سے نہیں تھکتا۔	اور انسان بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا۔	انسان بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا۔	انسان خیر طلب کرنے سے تھکتا نہیں
10.	لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ	الشوریٰ 12	اس کے مانند کوئی چیز نہیں ہے۔	کوئی چیز اس کے مثل نہیں۔	اس کے مانند کوئی چیز نہیں ہے۔	اُس جیسا کوئی نہیں

محاکمہ:

مندرجہ بالا مثالوں میں دیکھا جاسکتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا ترجمہ نہایت آسانی سے سمجھ آنے والا، سہل اور مروجہ اردو زبان کے عین مطابق ہے۔ اس کی سلاست اور عربی متن کی لفظی و معنوی ضروریات کو یہ ترجمہ مکمل طور پر پورا کرتا ہے۔ یہ ترجمہ جہاں لفظی قرار دیا جاسکتا ہے وہیں اردو بامحاورہ ترجمہ بھی ہے۔

2. اردو زبان کے محاورہ کی مطابقت اور سلاست:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمۃ القرآن کی ایک عظیم الشان خوبی اس کے اردو زبان سے مکمل ہم آہنگ ہونا بھی ہے۔ یہ ترجمہ نا صرف اردو محاورہ سے مطابقت رکھتا ہے بلکہ ایک روانی اور سلاست بھی رکھتا ہے۔ کچھ مثالیں آپ کے ترجمۃ القرآن اور مروجہ تراجم سے ذیل میں دی جا رہی ہیں۔

نمبر	آیت کا ٹکڑا	حوالہ	جاوید احمد غامدی	تذکیر از مولانا وحید الدین خاں	عرفان القرآن از طاہر القادری	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
.1	وَ ظَلَّلۡنَا عَلَیۡکُمُ الۡغَمَامَ	البقرۃ 58	اور تم پر بدلیوں کا سایہ کیا۔	اور ہم نے تمہارے اوپر بدلیوں کا سایہ کیا۔	اور (یاد کرو) جب ہم نے تم پر (وادئ تِیہ میں) بادل کا سایہ کئے رکھا۔	اور ہم نے تم پر بادلوں کو سایہ فگن کیا
.2	اَنۡ	البقرۃ 259	اس لئے کہ	کیوں کہ	اس وجہ سے	اس برتے پر
.3	کَدَاۡبِ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ	آل عمران 12	ان کا معاملہ بھی وہی ہے جو فرعونیوں ۔۔ کا تھا۔	جیسا فرعون والوں کا	قوم فرعون ۔۔۔ جیسا طریقہ	فرعون کی قوم کے طرزِ عمل کی طرح
.4	اَلَمۡ تَرَ	آل عمران 24	تم نے دیکھا نہیں	کیا تم نے ۔۔۔۔نہیں دیکھا۔	کیا آپ نے ۔۔۔ نہیں دیکھا	کیا تُو نے ۔۔۔ نظر نہیں دوڑائی
.5	نُشُوۡزًا اَوۡ اِعۡرَاضًا	النساء 129	بے زاری یا بے پروائی	بد سلوکی یا بے رخی۔	زیادتی یا بے رغبتی	مخاصمانہ رویے یا عدم توجہی
.6	وَلِبَاسُ التَّقۡوٰی ۙ	الاعراف 27	اور تقویٰ کا لباس وہ اس	اور تقویٰ کا لباس اس	اور (اس ظاہری لباس کے ساتھ ایک	اور رہا تقوی کا لباس! تو

	ذٰلِکَ خَیْرٌ		سے بڑھ کر ہے۔	سے بھی بہتر ہے۔	باطنی لباس بھی اتارا ہے اور وہی) تقوٰی کالباس ہی بہتر ہے۔	**وہ سب سے بہتر ہے**
.7	فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ	ھود15	لیکن اگر وہ تمہاری مدد کو نہ پہنچیں۔	پس اگر وہ تمہارا کہا پورا نہ کر سکیں۔	(اے مسلمانو!) سو اگر وہ تمہاری بات قبول نہ کریں	**پس اگر وہ تمہیں اس کا مثبت جواب نہ دیں**
.8	فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰہُ بِلِسَانِکَ	مریم98	سو (اے پیغمبر) ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں ---سہل اور موزوں بنادیا ہے۔	پس ہم نے قرآن کو تمہاری زبان پر ---آسان کر دیا ہے۔	سو بیشک ہم نے اس (قرآن) کو آپ کی زبان میں ہی آسان کر دیا ہے	**پس یقیناً ہم نے اِسے تیری زبان پر رواں کر دیا ہے**
.9	لَنُبَیِّتَنَّہٗ وَ اَھْلَہٗ	النمل50	کہ ہم صالح اور اس کے لوگوں کو رات کے وقت جا ماریں گے۔	ہم اس کو اور اس کے لوگوں کو چپکے سے ہلاک کر دیں گے۔	ہم ضرور رات کو صالح (علیہ السلام) اور اس کے گھر والوں پر قاتلانہ حملہ کریں گے	**ہم ضرور اس پر اور اس کے گھر والوں پر شب خون ماریں گے۔**
.10	وَ لَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ	الانبیاء 106	ہم نے پند و نصیحت کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ (اس دن جو) زمین (وجود میں آئے گی،	اور زبور میں ہم نصیحت کے بعد لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک	اور بلاشبہ ہم نے زبور میں نصیحت کے (بیان کے) بعد یہ لکھ دیا تھا کہ (عالمِ آخرت کی) زمین کے وارث صرف میرے نیکوکار بندے ہوں گے	**اور یقیناً ہم نے زبور میں ذکر کے بعد یہ لکھ رکھا تھا کہ لازماً موعود زمین کو میرے صالح بندے ہی ورثہ میں پائیں گے۔**

			اس) کے وارث مرے نیک بندے ہوں گے۔	بندے ہوں گے۔		

محاکمہ:

ان مندرجہ بالا تراجم میں ایک بات بہت روشن طور پر دیکھی جاسکتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا ترجمہ جہاں مروجہ اردو زبان کے عین مطابق ہے وہیں عربی الفاظ کے ذاتی معنوں کی حیثیت کو بھی بیان کرنے کے قابل ہے۔ مثلا نمبر 5 میں **نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا** کا ترجمہ غامدی صاحب، مولانا وحید الدین خاں صاحب اور طاہر القادری صاحب نے قریباً ایک سا کیا ہے یعنی بے زاری، بے پروائی، بدسلوکی اور بے رغبتی وغیرہ۔ یہ کلمات اردو زبان میں قریباً ہم معنیٰ ہیں مگر عربی میں **نُشُوْزًا، اِعْرَاضًا** سے کافی حد تک الگ معنیٰ دیتا ہے۔ چنانچہ لغت میں ہے:
ونَشَزَت المرأَةُ بزوجها وعلى زوجها تَنْشِزُ وتَنْشُز نُشُوزاً، وهي ناشِزٌ: ارتفعت عليه واستعصت عليه وأَبغضته وخرجت عن طاعته (لسان العرب)یعنی عورت اپنے خاوند کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی، اس کی نافرمانی کرنے لگی اس کو غصہ دلاتے ہوئے اس کی اطاعت سے باہر چلی گئی۔ اس سارے معنیٰ ومفہوم کو حضور رحمہ اللہ کا ترجمہ "مخاصمانہ رویّہ" بہت خوبی کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ جبکہ اس کا ترجمہ باقی مترجمین نے بے زاری، بدسلوکی اور زیادتی کا کیا ہے جو کہ عربی لغوی اعتبار سے معنوی کاملیت نہیں رکھتا۔

مثال نمبر 9 میں **لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗ** کا ترجمہ باقی مترجمین نے مثلاً غامدی صاحب نے "لوگوں کو رات کے وقت جاماریں گے" اور مولانا وحید الدین خان صاحب نے " لوگوں کو چپکے سے ہلاک کر دیں گے" اور طاہر القادری صاحب نے" اس کے گھر والوں پر قاتلانہ حملہ کریں گے "کا کیا ہے۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ "ہم ضرور اس پر اور اس کے گھر والوں پر شب خون ماریں گے" کا کیا ہے۔ یہ لفظ "ب ی ت" کے مادہ سے ہے، اور باب تفعیل میں استعمال ہوا۔ اب اگر لغت کو دیکھا جائے تو ہمیں ملتا ہے،"بَيَّتَ العدوَّ، أي أوقع بهم ليلاً" یعنی رات کے وقت حملہ کرنا یا شب خون ڈالنا کے ہیں۔ (الصحاح ومصباح اللغات)
اس لغوی ومعنوی ضرورت کو اردو محاورہ کے مطابق صرف اور صرف حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا ترجمہ ہی پورا کر رہا ہے۔

3. عربی متن کے مطابق قریب ترین اردو الفاظ میں ترجمہ:

حضرت خلیفۃالمسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمۃالقرآن کی ایک عظیم الشان خوبی یہ ہے کہ آپ عربی متن کے قریب ترین الفاظ میں ہی ترجمہ کرتے ہیں تاکہ سمجھنے والا آسانی سے سمجھ سکے اور ترجمہ اس پر مشکل اور بوجھل نہ ہو۔ذیل میں کچھ مثالیں آپ کے ترجمۃالقرآن اور مروجہ تراجم سے دی جارہی ہیں۔تاکہ آپ کے ترجمہ کی یہ خوبی مکمل طور پر واضح ہو جائے۔

نمبر	آیت/آیت کا حصّہ	حوالہ	البیان جاوید احمد غامدی	التذکیر از مولانا وحید الدین خاں	عرفان القرآن از طاہر القادری	حضرت خلیفۃالمسیح الرابع رحمہ اللہ
1.	وذِی الۡقُرۡبٰی	البقرۃ84	اور قرابت مندوں سے	قرابت داروں کے ساتھ	قرابت داروں	اور قریبی رشتہ داروں سے
2.	تَظٰہَرُوۡنَ عَلَیۡہِمۡ بِالۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ	البقرۃ86	ان کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو۔	مدد کرتے ہو۔	مدد (بھی) کرتے ہو۔	ان کے خلاف ایک دوسرے کی پُشت پناہی کرتے ہو
3.	فَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ	آل عمران 138	سو اپنی اس سرزمین میں چل پھر کر دیکھو۔	تو زمین میں چل پھر کر دیکھو۔	سو تم زمین میں چلا پھرا کرو۔	پس زمین میں سیر کرو
4.	وَمَنۡ عَادَ	المائدۃ 96	لیکن اب اگر کسی نے اسے دہرایا	اور جو شخص پھرے گا۔	اور جو کوئی (ایسا کام) دوبارہ کرے گا۔	پس جو اِعادہ کرے گا
5.	وَمَنۡ صَلَحَ	الرعد24	اور وہ بھی جو اس کے اہل بنیں۔	اور وہ بھی جو اس کے اہل بنیں۔	جو بھی نیکوکار ہوگا	اصلاح پذیر ہوئے۔

.6	بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ	ابراہیم 7	تمہارے پروردگار کی طرف سے۔۔۔ عنایت تھی۔	تمہارے رب کی طرف سے ۔۔۔امتحان	تمہارے رب کی جانب سے۔۔۔ آزمائش	تمہارے ربّ کی طرف سے (تمہارے لئے)۔۔۔ابتلا تھا۔
.7	اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَ الۡاِحۡسَانِ وَ اِيۡتَآئِ ذِى الۡقُرۡبٰى وَ يَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡكَرِ وَ الۡبَغۡىِ ۚ يَعِظُكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ	النحل 91	بیشک اللہ (اس میں) عدل اور احسان اور قرابت مندوں کو دیتے رہنے کی ہدایت کرتا ہے۔اور بے حیائی ، برائی اور سرکشی سے روکتا ہے۔وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم یاددہانی حاصل کرو۔	بیشک اللہ حکم دیتا ہے عدل کا اور احسان کا اور قرابت داروں کو دینے کا۔اور اللہ روکتا ہے فحشاء سے اور منکر سے اور سرکشی سے۔اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے تا کہ تم یاددہانی حاصل کرو۔	بیشک اللہ (ہر ایک کے ساتھ) عدل اور احسان کا حکم فرماتا ہے اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا اور بے حیائی اور برے کاموں اور سرکشی و نافرمانی سے منع فرماتا ہے، وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تا کہ تم خوب یاد رکھو	یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح کی عطا کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔

8.	فَلَنُحۡیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ۚ	النحل 98	تو ہم اس کو (دنیا اور آخرت، دونوں میں) ایک پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے۔	ہم اس کو زندگی دیں گے ایک اچھی زندگی۔	ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے۔	**تو اُسے ہم یقیناً ایک حیاتِ طیبہ کی صورت میں زندہ کردیں گے**
9.	تَحۡسَبُهَا جَامِدَةً	النمل 89	تم۔۔۔ گمان کروگے کہ جمے ہوئے ہیں۔	تم۔۔۔ گمان کرتے ہو کہ وہ جمے ہوئے ہیں۔	تو خیال کرے گا کہ جمے ہوئے ہیں۔	**اور تُو ۔۔۔ انہیں ساکن وجامد گمان کرتا ہے**
10.	طَغَا الۡمَآءُ	الحاقۃ 12	پانی حد سے گزر گیا۔	اور جب پانی حد سے گزر گیا۔	جب (طوفان نوح کا) پانی حد سے گزر گیا۔	**پانی خوب طغیانی میں آگیا**

محاکمہ:

مندرجہ بالا مثالوں میں یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بیان فرمودہ ترجمہ میں حتیٰ الامکان کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ عربی متن کے قریب ترین ہو۔ اسی لئے آپ کے ترجمہ میں بعینہٖ انہی الفاظ کو استعمال کیا گیا جو اردو میں اسی مفہوم میں استعمال ہوتے ہیں۔

4. قرآنی فصاحت وبلاغت کا آئینہ دار ترجمہ:

جماعت احمدیہ کے چوتھے امام حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمۃ القرآن کی ایک عظیم الشان خوبی یہ بھی ہے کہ آپ کا ترجمہ قرآن قرآنی فصاحت وبلاغت کا حتی الوسع خیال رکھتا ہے۔ اور اردو میں بھی نفس مضمون کو فصاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ مندرجہ ذیل مثالیں اس خوبی کو اچھی طرح واضح کر دیں گی۔

نمبر	آیت / آیت کا حصّہ	حوالہ	البیان از جاوید احمد غامدی	تذکیر از مولانا وحید الدین خاں	عرفان القرآن از طاہر القادری	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
1.	وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ	البقرۃ 89	اور (یہ وہ لوگ ہیں کہ) انہوں نے کہا کہ ہمار ے دلوں پر غلاف ہیں۔	اور یہود کہتے ہیں کہ ہمارے دل بند ہیں۔	اور یہودیوں نے کہا ہمارے دلوں پر غلاف ہے۔	اور انہوں نے کہا ہمارے دل مجسّم پردہ ہیں
2.	وَ اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْعِجْلَ بِکُفْرِہِمْ	البقرۃ 94	اور ان کے اس کفر کے باعث وہ بچھڑا ان کے دلوں میں بسا دیا گیا۔	اور ان کے کفر کے سبب بچھڑا ان کے دلوں میں رچ بس گیا۔	اور ان کے دلوں میں ان کے کفر کے باعث بچھڑے کی محبت رچا دی گئی تھی	اور ان کے دلوں کو ان کے کفر کی وجہ سے بچھڑے کی محبت پلا دی گئی
3.	فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ	البقرۃ 116	وہیں اللہ کا رخ ہے۔	اسی طرف اللہ ہے۔	ادھر ہی اللہ کی توجہ ہے	وہیں خدا کا جلوہ پاؤ گے
4.	فَتَقَبَّلَہَا رَبُّہَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَہَا نَبَاتًا حَسَنًا	آل عمران 38	تاہم اس کے پروردگار نے اس لڑکی کو بڑی خوشی کے ساتھ قبول	پس اس کے رب نے اس کو اچھی طرح قبول کیا اور اس کو عمدہ	سو اس کے رب نے اس (مریم) کو اچھی قبولیت کے ساتھ قبول فرما لیا اور اسے اچھی پرورش کے ساتھ	پس اس کے ربّ نے اُسے ایک حسین قبولیت کے ساتھ قبول کر لیا اور اس کی اَحسن رنگ میں نشو و نما کی

			فرمایااور نہائت عمدہ طریقے سے پروان چڑھایا۔	طریقے سے پروان چڑھایا۔	پروان چڑھایا	
.5	وَ رُسُلًا قَدۡ قَصَصۡنٰہُمۡ عَلَیۡکَ مِنۡ قَبۡلُ وَ رُسُلًا لَّمۡ نَقۡصُصۡہُمۡ عَلَیۡکَ	النسآء 165	ہم نے ان رسولوں کی طرف بھی اسی طرح وحی بھیجی جن کا ذکر تم سے پہلے کر چکے ہیں اور ان رسولوں کی طرف بھی جن کا ذکر تم سے نہیں کیا۔	اور ہم نے ایسے رسول بھیجے جن کا حال ہم تم کو پہلے سنا چکے ہیں اور ایسے رسول بھی جن کا حال ہم نے تم کو نہیں سنایا۔	اور (ہم نے کئی) ایسے رسول (بھیجے) ہیں جن کے حالات ہم (اس سے) پہلے آپ کو سنا چکے ہیں اور (کئی) ایسے رسول بھی (بھیجے) ہیں جن کے حالات ہم نے (ابھی تک) آپ کو نہیں سنائے	**اور کئی رسول ہیں جن کا بیان ہم تجھ پر پہلے ہی کر چکے ہیں اور کئی رسول ہیں جن کے قِصَص ہم نے تجھ پر نہیں پڑھے۔**
.6	اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ اَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ	المائدۃ 34	کہ عبرتناک طریقہ سے قتل کئے جائیں یا سولی چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں بے ترتیب کاٹ دیئے جائیں یا انہیں علاقہ بدر کر دیا جائے۔	کہ ان کو قتل کیا جائے یا وہ سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کاٹے جائیں یا ان کو ملک سے باہر نکال دیا جائے۔	ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا پھانسی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹے جائیں یا (وطن کی زمین میں چلنے پھرنے) سے دور (یعنی ملک بدر یا قید) کر دیئے جائیں۔	**کہ انہیں سختی سے قتل کیا جائے یا دار پر چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیئے جائیں یا انہیں دیس نکالا دے دیا جائے۔**

.7	قَدِ اسۡتَكۡثَرۡتُمۡ مِّنَ الۡاِنۡسِ	الانعام 129	تم نے انسانوں میں سے بہتوں کو اپنا لیا۔	تم نے بہت سے لے لئے انسانوں میں سے۔	بیشک تم نے بہت سے انسانوں کو (گمراہ) کر لیا۔	**تم نے عوام الناس کا استحصال کیا**
.8	وَاَلۡقُوۡهُ فِىۡ غَيٰبَتِ الۡجُبِّ	یوسف 11	اس کو کسی اندھے کنوئیں کی تہ میں پھینک دو۔	اس کو کسی اندھے کنوئیں میں ڈال دو۔	اور اسے کسی تاریک کنویں کی گہرائی میں ڈال دو۔	**بلکہ اُسے کسی کنویں کی اوجھل تہوں میں پھینک دو جو چراگاہ کے پاس واقع ہو۔**
.9	وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِىۡ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ	زخرف 29	ابراہیم نے یہ بات ایک روایت کی حیثیت سے اپنے بعد والوں میں چھوڑی تا کہ وہ اسی کی طرف رجوع کریں۔	اور ابراہیم یہی کلمہ اپنے پیچھے اپنی اولاد میں چھوڑ گیا تا کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔	اور ابراہیم (علیہ السلام) نے اس (کلمۂ توحید) کو اپنی نسل و ذریت میں باقی رہنے والا کلمہ بنا دیا تا کہ وہ (اللہ کی طرف) رجوع کرتے رہیں	**اور اس نے اس (بات) کو اُس کے بعد آنے والی نسلوں میں ایک باقی رہنے والا عظیم نشان بنادیا تا کہ وہ رجوع کریں۔**
.10	اِنَّمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ	محمد 37	یہ دنیا کی زندگی تو ایک کھیل تماشہ ہے۔	دنیا کی زندگی تو محض ایک کھیل تماشہ ہے۔	بس دنیا کی زندگی تو محض کھیل اور تماشہ ہے۔	**یقیناً دنیا کی زندگی محض کھیل کود اور نفس کی خواہشات کو پورا کرنے کا ایسا ذریعہ ہے جو اعلیٰ مقصد سے غافل کر دے**

محاکمہ:

قرآن کریم اللہ کی طرف سے ایک معجز نما فصاحت وبلاغت رکھتا ہے۔ یہ فصیح و بلیغ کتاب چاہتی ہے کہ اس کی فصاحت کا حق ادا کرنے والا ترجمہ کیا جائے۔ جو سو فیصد نہ سہی مگر کسی حد تک اس کا بلیغ پیغام لوگوں تک پہنچانے میں مدد و معاون ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمہ میں یہ خوبی دیکھی جاسکتی ہے کہ حتیٰ الوسع اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ قرآنی بلیغ مفاہیم کو بلیغ الفاظ وتراکیب میں بیان کیا جائے۔ مثلا نمبر 1 میں قُلُوْبُنَا غُلْفٌ کا ترجمہ غامدی صاحب نے "ہمارے دلوں پر غلاف ہیں" کیا۔ مولانا وحید الدین خاں صاحب نے "ہمارے دل بند ہیں۔" اور طاہر القادری صاحب نے "ہمارے دلوں پر غلاف ہے" کا کیا ہے۔ یہ سب تراجم بعض حوالوں سے کچھ سوالیہ نشان رکھتے ہیں۔ مثلاً اس ترکیب قرآنی میں کہیں بھی "علیٰ" استعمال نہیں ہوا تو پھر نجانے کیوں مترجمین نے اس ترکیب کے معنیٰ میں "پر" کا ترجمہ لائے؟ دوسری بات یہ ہے کہ اس ترکیب میں غُلْفٌ جمع استعمال ہوا نہ کہ مفرد مگر محترم طاہر القادری صاحب نے اس کا ترجمہ مفرد کا کیا ہے۔ اس جملہ کا ترجمہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:۔

" غُلْفٌ کا مطلب ہے پردے۔ یعنی ہمارے دل پردوں میں ہیں۔ جو قرآن کریم میں طرز بیان ہے اس کے مطابق لفظی ترجمہ یہ بنے گا، "ہمارے دل پردے ہیں" یعنی تہہ بہ تہہ پردے ہیں جن میں سے کوئی بات پہنچ نہیں سکتی۔ تو ترجمہ میں ہم یوں پڑھتے ہیں کہ "انہوں نے کہا کہ ہمارے دل پردوں میں ہیں۔ یا یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ "ہمارے دل پردہ پردہ ہیں۔" (ترجمۃ القرآن کلاس، نمبر 11، آیات 80 تا 100، مؤرخہ 14 ستمبر 1994)

مثال نمبر 3 میں فَثَمَّ وَجۡهُ اللهِ کا ترجمہ باقی مترجمین نے "رخ" اور "توجہ" کے کئے ہیں جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس کا معنیٰ "جلوہ" کیا ہے جو کہ "رخ" اور "توجہ" سے زیادہ بلیغ معنیٰ دے رہا ہے۔ اسی طرح مثال نمبر 8 میں حضور نے غَیٰبَتِ کا ترجمہ اوجھل تہوں کیا ہے جبکہ الْجُبِّ کا ترجمہ "ایسا کنواں جو چراگاہ کے پاس واقع ہو" کیا ہے۔ ثانی الذکر کا یہ اعلیٰ ترجمہ لغت سے ثابت شدہ ہے، چنانچہ القاموس المحیط میں ہے، "هي الجَيّدةُ الموضع من الكلاِ"۔ باقی مترجمین کا ترجمہ "اندھے کنوئیں" یا "تاریک کنوئیں" کا کیا ہے۔ اس حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا ترجمہ قرآنی فصاحت کا آئینہ دار ہے۔

مثال نمبر 9 میں وَ جَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيۡ عَقِبِهٖ میں جس کلمہ باقیہ کا ذکر اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے وہ توحید کا عظیم الشان عقیدہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ عقیدہ اپنی نسل میں نہایت مستحکم طور پر چھوڑا اور اپنی اولاد در اولاد کو اس کی وصیت کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس عظیم الشان خدمت الٰہی کے بیان کرنے میں قرآنی فصاحت کا حق ادا کرنے والا ترجمہ صرف حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہی ہے۔ آپ نے اس آیت کا ترجمہ کچھ ایسے فرمایا، "اور اس نے اس (بات) کو اُس کے بعد آنے والی نسلوں میں ایک باقی رہنے والا عظیم نشان بنا دیا" اس میں

آپ نے کَلِمَةٌ کا ترجمہ نشان کا کیا جو کہ لغت سے ثابت شدہ معنیٰ ہے۔ اور "عظیم" اس نشان کی عظمت کا معنیٰ لفظ کَلِمَةٌ کی تنوین سے لیا۔ عربی زبان میں تنکیر تعظیم کے لئے بھی آتی۔

ایسے ہی مثال نمبر 10 میں لَہْوٌ کا ترجمہ تمام مترجمین نے کھیل تماشہ کیا ہے جو کہ اس لفظ کے مفہوم کو کسی حد تک بیان کرتا ہے مگر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ایسا زبردست ترجمہ کیا ہے جو اس لفظ کا معنوی و لغوی حق ادا کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ چنانچہ مفردات امام راغب میں ہے۔"اللَّهوُ ما يَشْغَلُ الانسانَ عمَّا يعْنِيهِ و يهمُّهُ۔" (المفردات فی غریب القرآن، کتاب الھاء، صفحہ 455، دارالمعرفۃ، بیروت) یعنی اللَّهوُ ہر وہ چیز ہے جو انسان کو اپنے مقصد کے علاوہ چیزوں میں مشغول رکھے اور اس کو غافل کردے۔

5۔ علوم جدیدہ اور سائنس کے ساتھ ہم آہنگ ترجمہء قرآن:

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمۃ القرآن کی جملہ خوبیوں میں ایک عظیم الشان خوبی یہ بھی ہے کہ آپ کا ترجمہ قرآن مروجہ علوم جدیدہ اور سائنس کے ساتھ مکمل طور پر ہم آہنگ ہے۔ دور حاضر میں بعض معاندین اسلام قرآن کریم پر یہ حملہ کرتے ہیں کہ اس کی تعلیم پرانی ہو چکی اب یہ کتاب اس زمانہ کے ساتھ نہیں چل سکتی۔ یہ ترجمہ قرآن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بصیرت و تفہیم کی روشنی کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل مثالیں اس خوبی کو اچھی طرح واضح کردیں گی۔

نمبر	آیت / آیت کا حصّہ	حوالہ	البیان از جاوید احمد غامدی	تذکیر از مولانا وحید الدین خاں	عرفان القرآن از طاہر القادری	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
.1	فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ	البقرۃ 74	چنانچہ ہم نے کہا اس (مردے) کو اسی گائے کا ایک ٹکڑا مارو (جو قسمیں کھانے کے لئے ذبح کی گئی ہے، تو وہ زندہ ہو گیا۔) اللہ اسی طرح مردوں کو زندہ کرے گا۔ اور وہ تمہیں اپنی	پس ہم نے حکم دیا کہ مارو اس مردے کو اس (گائے۔ ناقل) کے ایک ٹکڑے سے اس طرح اللہ زندہ کرتا ہے مردوں کو۔ اور وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے	پھر ہم نے حکم دیا کہ اس (مُردہ) پر اس (گائے) کا ایک ٹکڑا مارو، اسی طرح اللہ مُردوں کو زندہ فرماتا ہے (یا قیامت کے دن مُردوں کو زندہ کرے گا) اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم عقل و شعور	پس ہم نے کہا (کھوج لگانے کی خاطر) اس جیسی اور واردات پر اس (واقعہ) کو چسپاں کرو اسی طرح اللہ مُردوں کو (ان کے قاتلوں کا مؤاخذہ کر کے) زندہ کرتا ہے اور تمہیں اپنے

			نشانیاں دکھاتا ہے تا کہ تم سمجھ سے کام لو۔	تا کہ تم سمجھو۔	سے کام لو۔	نشان دکھاتا ہے تا کہ تم عقل کرو۔
2.	فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَ جَعَلَ الَّیْلَ سَکَنًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ	الانعام 97	وہی صبح نکالنے والا ہے۔ رات کو سکون کی چیز اسی نے بنایا ہے۔ اور سورج اور چاند ایک حساب سے رکھے ہیں۔ یہ اسی زبردست قدرت اور علم رکھنے والے کے ٹھہرائے ہوئے اندازے ہیں۔	وہی برآمد کرنے والا ہے صبح کا۔ اور اس نے رات کو سکون کا وقت بنایا ہے۔ اور سورج اور چاند کو حساب سے رکھا ہے۔ یہ ٹھہرایا ہوا ہے بڑے غلبہ والے کا ، بڑے علم والے کا۔	(وہی) صبح (کی روشنی) کو رات کا اندھیرا چاک کر کے نکالنے والا ہے، اور اسی نے رات کو آرام کے لئے بنایا ہے اور سورج اور چاند کو حساب و شمار کے لئے، یہ بہت غالب بڑے علم والے (ربّ) کا مقررہ اندازہ ہے	وہ صبحوں کا پھاڑنے والا ہے اور اس نے رات کو ساکن بنایا ہے جبکہ سورج اور چاند ایک حساب کے تابع گردش میں ہیں یہ کامل غلبہ والے (اور) صاحبِ علم کی (جاری کردہ) تقدیر ہے۔
3.	لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ ۫ وَ ہُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ ۚ وَ ہُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ	الانعام 104	اس کو نگاہیں نہیں پا سکتیں، مگر وہ نگاہوں کو پالیتا ہے۔ وہ نہائت باریک بین اور بڑا باخبر ہے۔	اس کو نگاہیں نہیں پا سکتیں، مگر وہ نگاہوں کو پالیتا ہے۔ وہ بڑا باریک بین اور بڑا باخبر ہے۔	نگاہیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ سب نگاہوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے، اور وہ بڑا باریک بین بڑا باخبر ہے	آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں ہاں وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے اور وہ بہت باریک بین اور ہمیشہ باخبر رہنے والا ہے۔
4.	وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ	الانعام 152	اور کسی جان کو جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے ناحق قتل نہ کرو۔	اور جس جان کو اللہ نے حرام ٹھہرایا۔ اس کو نہ مارو مگر حق پر۔	اور اس جان کو قتل نہ کرو جسے (قتل کرنا) اللہ نے حرام کیا ہے بجز حق (شرعی) کے (یعنی قانون کے مطابق ذاتی دفاع کی	اور کسی ایسی جان کو جسے اللہ نے حرمت بخشی ہو قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ

					خاطر اور فتنہ وفساد اور دہشت گردی کے خلاف لڑتے ہوئے)	
.5	وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰی وَاَخِیۡهِ اَنۡ تَبَوَّاٰ لِقَوۡمِکُمَا بِمِصۡرَ بُیُوۡتًا وَّ اجۡعَلُوۡا بُیُوۡتَکُمۡ قِبۡلَةً	یونس 88	(خدا سے یہی تعلق جوڑنے کے لئے) ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی (ہارون) کی طرف وحی کی کہ اپنی قوم کے لئے مصر میں کچھ گھر ٹھہرالو۔ انہیں قبلہ بنالو۔	اور ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی کی طرف وحی کی کہ اپنی قوم کے لئے مصر میں کچھ گھر مقرر کرلو اور اپنے ان گھروں کو قبلہ بناؤ۔	اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ تم دونوں مصر (کے شہر) میں اپنی قوم کے لئے چند مکانات تیار کرو اور اپنے (ان) گھروں کو (نماز کی ادائیگی کے لئے) قبلہ رخ بناؤ	**اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی کی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لئے مصر میں گھر تیار کرو اور اپنے گھروں کو قبلہ رُخ رکھو**
.6	فَالۡیَوۡمَ نُنَجِّیۡکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَکَ اٰیَةً ؕ وَ اِنَّ کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ عَنۡ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوۡنَ	یونس 93	سو آج ہم تیرے بدن کو بچالیں گے تاکہ اپنے بعد آنے والوں کے لئے تو (خدا کے عذاب کی) نشانی بن کے رہے حقیقت یہ ہے کہ بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہی رہتے ہیں۔	پس آج ہم تیرے بدن کو بچائیں گے۔ تاکہ تو اپنے بعد آنے والوں کے لئے نشانی بنے۔ اور بیشک بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے غافل رہتے ہیں۔	(اے فرعون!) سو آج ہم تیرے (بے جان) جسم کو بچالیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لئے (عبرت کا) نشان ہوسکے اور بیشک اکثر لوگ ہماری نشانیوں (کو سمجھنے) سے غافل ہیں	**پس آج کے دن ہم تجھے تیرے بدن کے ساتھ نجات بخشیں گے تاکہ تو اپنے بعد آنے والوں کے لئے ایک عبرت بن جائے حال یہ ہے کہ انسانوں میں سے اکثر یقیناً ہمارے نشانات سے بالکل غافل ہیں۔**
.7	وَ تَرَى الۡاَرۡضَ بَارِزَةً	الکھف 48	اور تم زمین کو دیکھو گے کہ بالکل عریاں ہوگئی ہے۔	اور تم دیکھو گے زمین کو بلکل کھلی ہوئی۔	اور آپ زمین کو صاف میدان دیکھیں گے (اس پر شجر، حجر اور حیوانات و نباتات میں سے کچھ بھی نہ ہوگا)	**اور تو زمین کو دیکھے گا کہ وہ اپنا اندرونہ ظاہر کردے گی**

.8	يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ	الحج 6	لوگو، اگر تمہیں دوبارہ جی اٹھنے کے بارے میں کچھ شک ہے۔ تو غور کرو کہ ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا ہے۔ پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر گوشت کی بوٹی سے، جو پوری بھی ہوتی ہے اور ادھوری بھی۔ اس لئے کہ تم پر کچھ حقائق واضح کریں۔	اے لوگو اگر تم دوبارہ جی اٹھنے کے متعلق شک میں ہو تو ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر گوشت کی بوٹی سے شکل والی اور بغیر شکل والی، تا کہ ہم تم پر واضح کریں۔	اے لوگو! اگر تمہیں (مرنے کے بعد) جی اٹھنے میں شک ہے تو (اپنی تخلیق و ارتقاء پر غور کرو کہ) ہم نے تمہاری تخلیق (کی کیمیائی ابتداء) مٹی سے کی پھر (حیاتیاتی ابتداء) ایک تولیدی قطرہ سے پھر (رحم مادر کے اندر جونک کی صورت میں) معلق وجود سے پھر ایک (ایسے) لوتھڑے سے جو دانتوں سے چبایا ہوا لگتا ہے، جس میں بعض اعضاء کی ابتدائی تخلیق نمایاں ہو چکی ہے اور بعض (اعضاء) کی تخلیق ابھی عمل میں نہیں آئی تا کہ ہم تمہارے لئے (اپنی قدرت اور اپنے کلام کی حقانیت) ظاہر کر دیں	اے لوگو! اگر تم جی اُٹھنے کے بارہ میں شک میں مبتلا ہو تو یقیناً ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا تھا پھر نطفہ سے پھر لوتھڑے سے پھر گوشت کے ٹکڑے سے جسے خاص تخلیقی عمل یا عام تخلیقی عمل سے بنایا گیا تا کہ ہم تم پر (تخلیق کے راز) کھول دیں
.9	وَ السَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ	الذاریات 48	(پھر کیا مشکل ہے کہ ہم انہیں دوبارہ اٹھا کھڑا کریں ؟ تم دیکھتے نہیں ہو کہ)	اور ہم نے آسمان کو اپنی قدرت سے بنایا اور ہم کشادہ	اور آسمانی کائنات کو ہم نے بڑی قوت کے ذریعہ سے بنایا اور یقیناً	اور ہم نے آسمان کو ایک خاص قدرت سے بنایا اور یقیناً ہم وسعت دینے

			آسمان کو ہم نے عظیم قدرت کے ساتھ بنایا ہے اور ہم بڑی وسعت رکھنے والے ہیں۔	کرنے والے ہیں۔	ہم (اس کائنات کو) وسعت اور پھیلاؤ دیتے جارہے ہیں	والے ہیں۔
.10	كَلَّا لَيُنۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ نَارُاللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ	الھمزۃ آیات 5 تا 7	ہر گز نہیں، یہ ضرور اس میں پھینکا جائے گا جو توڑ کر رکھ دے گی۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ جو توڑ کر رکھ دے گی، وہ کیا ہے؟ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ۔	ہر گز نہیں وہ پھینکا جائے گا روندنے والی جگہ میں۔ اور تم کیا جانو کہ وہ روندنے والی جگہ کیا ہے۔ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ۔	ہر گز نہیں! وہ ضرور حطمہ (یعنی چورا چورا کر دینے والی آگ) میں پھینک دیا جائے گا اور آپ کیا سمجھے ہیں کہ حطمہ (چورا چورا کر دینے والی آگ) کیا ہے (یہ) اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے	خبردار! وہ ضرور حُطَمَہ میں گرایا جائے گا۔ اور تجھے کیا بتائے کہ حُطَمَہ کیا ہے۔ وہ اللہ کی آگ ہے بھڑکائی ہوئی۔

محاکمہ:

ایک احمدی مسلمان کا ایمان ہے کہ قرآن کریم رہتی دنیا کے لئے ایک مکمل ترین ہدایت ہے۔ اس میں وہ تمام علوم بیان کئے جاچکے ہیں جن کا محتاج انسان تادم آخر رہے گا۔ خصوصاً سائنس کے حوالہ سے جماعت احمدیہ کا مؤقف ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔

جس زمانہ میں مسلمان علماء سائنس کو مذہب سے ایک الگ اصل کے طور پر بیان کر رہے تھے اس وقت جماعت احمدیہ کے بانی سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس حوالہ سے یہ خیالات رکھتے تھے۔

"اس وقت خدا تعالیٰ نے مذہبی امور کو قصے اور کتھا کے رنگ میں نہیں رکھا ہے بلکہ مذہب کو ایک سائنس (علم) بنادیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ زمانہ کشف حقائق کا زمانہ ہے جبکہ ہر بات کو علمی رنگ میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ میں اس لئے ہی بھیجا گیا ہوں کہ ہر اعتقاد کو اور قرآن کریم کو علمی رنگ میں ظاہر کروں۔" (الحکم 10 اپریل 1902 صفحہ 6)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمہ میں ایک امتیازی شان یہ بھی ہے کہ آپ جا بجا قرآنی مقامات سے مستنبط سائنسی اور غیر سائنسی علوم جدیدہ کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں اور ان علوم کا کچھ نہ کچھ اظہار آپ کے بیان فرمودہ ترجمہ سے بھی ہوتا ہے۔

مثال نمبر 1 میں ظاہر ہے کہ محترم غامدی صاحب، مولانا وحید الدین خاں صاحب اور طاہر القادری صاحب تینوں مترجمین آیت کا ترجمہ ایک اسرائیلی روایت (جو کہ قرآنی تفاسیر میں دَر آئی) سے متاثر ہو کر کر رہے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کو یہاں قارئین کے علم کے لئے بیان کیا جائے۔

امام جریر طبری فرماتے ہیں، کہ "جب بنی اسرائیل کا ایک شخص قتل ہوا اور اس کے قاتل کا کچھ علم نہ ہو سکا۔ اس پر ان کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ مقتول کی نعش پر ایک گائے کے گوشت کے حصے پھینکو اور مارو تا کہ وہ مقتول زندہ ہو جائے اور خود اپنے قاتل کے بارہ میں بتائے۔" (جامع البیان فی تاویل آی القرآن (الطبری) جلد اوّل صفحہ 438، 439، المکتبۃ التوفیقیۃ، القاھرۃ 2004)

اس آیت کا ترجمہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے کیا ہے وہ جہاں اس غیر منطقی قصہ سے مکمل پاک ہے وہاں قرآن کے قاری کو یہ جہت دکھاتا ہے کہ اس آیت میں کسی بنی اسرائیلی قصہ کا بیان نہیں مگر آجکل کے Interogational Techniques کی طرف نہایت اعلیٰ اشارہ ہے۔ یہ آپ کے ترجمہ **(پس ہم نے کہا (کھوج لگانے کی خاطر) اس جیسی اور واردات پر اس (واقعہ) کو چسپاں کر و اسی طرح اللہ مُردوں کو (ان کے قاتلوں کا مؤاخذہ کر کے) زندہ کرتا ہے اور تمہیں اپنے نشان دکھاتا ہے تا کہ تم عقل کرو۔)** سے بھی واضح ہے۔ آپ اسی آیت کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:۔

" یہاں بڑی وضاحت سے قرآن کریم فرماتا ہے کہ جو قتل ہوا اس کے حالات پر غور کر کے اس جیسے حالات کا جائزہ لو کہ یہ بات کس سے رونما ہو سکتی ہے۔ کیونکہ قاتل کا طریقہ قتل عموماً ایک ہی رہتا ہے اور آجکل کی جاسوسی دنیا میں اس پر بہت زیادہ انحصار ہے۔" (قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف اور مختصر تشریحی نوٹس زیر آیت البقرۃ 74 حاشیہ)

مثال نمبر 2 میں آیت **جَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا** کا ترجمہ غامدی صاحب، مولانا وحید الدین خاں صاحب اور طاہر القادری صاحب بالترتیب "سکون کی چیز"، "سکون کا وقت" اور "آرام" کا کرتے نظر آرہے ہیں۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ **"اور اس نے رات کو ساکن بنایا ہے۔"** اس آیت میں بیان فرمودہ سائنسی حقیقت کو آشکار فرمایا ہے۔ آپ اس آیت کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"یہاں چاند سورج کی گردش کے مقابل پر زمین کی بجائے رات کے لئے ساکن کا لفظ استعمال فرمایا ہے کیونکہ اس زمانے کے لوگ زمین کو ساکن ہی سمجھتے تھے۔" (قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف اور مختصر تشریحی نوٹس زیر آیت الانعام 97 حاشیہ)

مثال نمبر 5 میں آیت **اجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً** کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کا ترجمہ جناب غامدی صاحب اور محترم وحید الدین خاں صاحب نے "انہیں قبلہ بنالو"، "ان گھروں کو قبلہ بناؤ" کیا ہے۔ جبکہ طاہر القادری صاحب نے اس کا ترجمہ " گھروں کو (نماز کی ادائیگی کے لئے) قبلہ رخ بناؤ" کیا ہے اور اس ترجمہ کی وجہ بھی بریکٹ میں لکھ دی ہے کہ نماز کی ادائیگی کے لئے ان گھروں کو قبلہ رخ بناؤ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ترجمہ " **اپنے گھروں کو قبلہ رُخ رکھو**" کا کیا ہے۔ قبلہ رخ رکھنے کا ترجمہ کر کے ایک قرآنی اعجاز پر سے بھی پردہ اٹھایا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"اس آیت کریمہ میں ایک ایسی بات کا ذکر ہے جس کا گمان بھی آنحضور ﷺ کو از خود نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نہ ہی بائیبل میں اس کا ذکر ہے۔ سو یہ الزام بھی جھوٹا ہے کہ بائیبل جاننے والوں کا بیان سننے کے نتیجہ میں آپ کو علم ہوا۔ لیکن اب ماہرین آثار قدیمہ نے مصر میں بنی اسرائیل کے مدفون مساکن دریافت کئے ہیں جن سے واضح طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے گھر ایک سمت میں یعنی قبلہ رخ تھے۔" (قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف اور مختصر تشریحی نوٹس زیر آیت یونس 88 حاشیہ)

مثال نمبر 6 میں فَالۡیَوۡمَ نُنَجِّیۡکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَکَ اٰیَۃً کا ترجمہ تینوں مترجمین نے ایسے کیا کہ فرعون کے جسم کو اس کے مرنے کے بعد بچایا گیا۔ تا کہ وہ لوگوں کے لئے عبرت کا نشان بن سکے۔ تاہم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ترجمہ **"پس آج کے دن ہم تجھے تیرے بدن کے ساتھ نجات بخشیں گے تا کہ تُو اپنے بعد آنے والوں کے لئے ایک عبرت بن جائے"** کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا جسم اس کے مرنے کے بعد نہیں بلکہ اس کی زندگی میں ہی بچا لیا گیا۔ آپ اس کی تفصیل میں اسی آیت کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"فی زمانہ حضرت موسیٰ کے مقابل پر آنے والے فرعون کی لاش کو آثار قدیمہ والوں نے تلاش کر لیا ہے۔ اس لاش سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فرعون غرق ہونے کے باوجود مرنے سے پہلے ہی نکال لیا گیا تھا اور اس کے بعد تقریباً ساٹھ سال تک یہ معذور اپنے بستر پر پڑا رہا۔ گویا کل اس نے نوّے سال عمر پائی۔ (مزید معلومات کے لئے دیکھیں Ian Wilson: Exodus Enigma 1985)" (قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف اور مختصر تشریحی نوٹس زیر آیت یونس 93 حاشیہ)

مثال نمبر 9 میں وَ السَّمَآءَ بَنَیۡنٰہَا بِاَیۡىدٍ وَّ اِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ کا ترجمہ غامدی صاحب نے آسمان کو ہم نے عظیم قدرت کے ساتھ بنایا ہے اور ہم بڑی وسعت رکھنے والے ہیں۔ مولانا وحید الدین خاں نے اس کا ترجمہ "اور ہم نے آسمان کو اپنی قدرت سے بنایا اور ہم کشادہ کرنے والے ہیں۔" جبکہ طاہر القادری صاحب نے اس کا ترجمہ "اور آسمانی کائنات کو ہم نے بڑی قوت کے ذریعہ سے بنایا اور یقیناً ہم (اس کائنات کو) وسعت اور پھیلاؤ دیتے جا رہے ہیں۔" کا کیا ہے۔

اس کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے کچھ یوں فرمایا، **"اور ہم نے آسمان کو ایک خاص قدرت سے بنایا اور یقیناً ہم وسعت دینے والے ہیں۔"** کیا ہے۔ اس ترجمہ کی حکمت آپ نے کچھ ان الفاظ میں بیان فرمائی۔

"اس آیت کریمہ میں بِاَیۡىدٍ کا لفظ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بناتے ہوئے اس میں بے شمار فوائد رکھ دیئے ہیں اور ساتھ ہی ذکر بھی فرما دیا کہ اسے ہم وسیع تر کرتے چلے جائیں گے۔ اس کا یہ حصہ کہ ہم اسے مزید وسعتیں دیتے چلے جائیں گے ایک عظیم الشان اعجازی کلام ہے جو عرب کا ایک امی نبی اپنی طرف سے ہرگز بیان نہیں کر سکتا تھا۔ یہ امر سائنس دانوں نے جدید آلات کی مدد سے اب دریافت کیا ہے کہ کائنات ہر لحہ وسعت پذیر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تو ہر انسان کو یہ ایک جامد اور ٹھہری ہوئی کائنات دکھائی دیتی تھی۔" (قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف اور مختصر تشریحی نوٹس زیر آیت الذاریات 48 حاشیہ)

مثال نمبر 10 میں قرآنی لفظ **الْحُطَمَةُ** کا ترجمہ غامدی صاحب نے "جو توڑ کر رکھ دے گی" مولانا وحید الدین خاں صاحب نے "روندنے والی" اور طاہر القادری صاحب نے حطمہ (چورا چورا کر دینے والی آگ) کا کیا ہے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس لفظ کو ترجمہ میں ایسے ہی رہنے دیا ہے۔ اس کی حکمت اور عظیم الشان سائنسی حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اس میں اس آگ کا ذکر ہے جو ایٹم میں بند ہوتی ہے اور لفظ **حُطَم** اور Atom میں صوتی مشابہت ہے۔ یہ وہ آگ ہے جو دلوں پر لپکے گی اور ان پر لپکنے کے لئے ایسے ستونوں میں بند کی گئی ہے جو کھینچ کر لمبے ہو جائیں گے۔۔۔ وہ ایٹمی مادہ جس میں یہ آگ بند ہے وہ پھٹنے سے پہلے عَمَدٍ مُّمَدَّدَة کی شکل اختیار کرتا ہے یعنی بڑھتے ہوئے اندرونی دباؤ کی وجہ سے پھیلنے لگتا ہے اور اس کی آگ انسانوں کے بدن جلانے سے پہلے ان کے دلوں پر لپکتی ہے اور انسانوں کی حرکت قلب بند ہو جاتی ہے۔ تمام سائنسدان گواہ ہیں کہ بالکل یہی واقعہ ایٹم بم پھٹنے سے رونما ہوتا ہے۔ اس کے آتش گیر مادہ سے پہنچنے سے پہلے پہلے ریڈیائی لہریں دلوں کی حرکت بند کر دیتی ہیں۔" (قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف اور مختصر تشریحی نوٹس تعارف سورۃ الھمزۃ، صفحہ 1210)

6. لغت عربیہ کا صحیح مفہوم و معنیٰ بیان کرنے والا شاندار ترجمہ:

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمۃ القرآن کی بے نظیر خوبیوں میں ایک عظیم الشان خوبی یہ بھی ہے کہ آپ کا ترجمہ قرآنی لغت کے معانی کا مکمل طور پر آئینہ دار ہے۔ آپ نے لغوی معانی کو اس خوبصورتی کے ساتھ ترجمہ میں سمویا ہے کہ قاری کو روحانی حظ و سرور کے ساتھ ساتھ ادبی لطف بھی آجاتا ہے۔ اسی طرح قرآنی معارف جو کہ لغت میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں ان سے بھی خاطر خواہ ازدیاد علم کا باعث ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل مثالیں اس خوبی کو اچھی طرح واضح کر دیں گی۔

نمبر	آیت / آیت کا حصّہ	حوالہ	البیان از جاوید احمد غامدی	تذکیر از مولانا وحید الدین خاں	عرفان القرآن از طاہر القادری	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
.1	دَرَسۡتَ	الانعام 106	تم نے اچھی طرح پڑھ کر سنا دیا۔	تم نے پڑھ دیا۔	آپ نے تو (کہیں سے) پڑھ لیا ہے۔	تُو نے خوب سیکھا اور خوب سکھایا۔
.2	یَلۡہَثۡ	الاعراف 177	زبان نکالے رہتا ہے۔	ہانپے	وہ زبان نکال دے۔	ہانپتے ہوئے زبان نکال دے گا۔
.3	اِنۡ کَانَ کَبُرَ عَلَیۡکُمۡ مَّقَامِیۡ وَتَذۡکِیۡرِیۡ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ	یونس 72	اگر میرا دعوت کے لئے کھڑا رہنا اور اللہ کی آیتیں سنا کر یاددہانی تم پر گراں ہو گیا۔	اگر میرا کھڑا ہونا اور اللہ کی آیتوں سے نصیحت کرنا تم پر گراں ہو گیا ہے۔	اگر تم پر میرا قیام اور میرا اللہ کی آیتوں کے ساتھ نصیحت کرنا گراں گزر رہا ہے	اگر تم پر میرا موقف اور اللہ کے نشانات کے ذریعہ نصیحت کرنا شاق گزرتا ہے
.4	فَاِنَّ مَصِیۡرَکُمۡ اِلَی النَّارِ	ابراہیم 31	تمہارا ٹھکانا بالآخر دوزخ ہی کی طرف ہے۔	آخر کار تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے۔	بیشک تمہارا انجام آگ ہی کی طرف (جانا) ہے	پس یقیناً تمہارا سفر آگ ہی کی طرف ہے۔
.5	فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ	الروم 5	اگلے چند برسوں میں	چند برسوں میں	چند ہی سال میں	تین سے نو سال کے عرصہ تک

.6	وَ اِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یُّنَزَّلَ عَلَیۡہِمۡ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَمُبۡلِسِیۡنَ	الروم 50	درآنحالیکہ اس کے اپنے اوپر نازل ہونے سے قبل، اس خوشی سے پہلے وہ بالکل مایوس تھے۔	اور وہ اس کے نازل کئے جانے سے قبل، خوشی سے پہلے ناامید تھے۔	اگرچہ ان پر بارش کے اتارے جانے سے پہلے وہ لوگ مایوس ہو رہے تھے	حالانکہ قبل اس سے کہ وہ (پانی) ان پر اتارا جاتا وہ اس کے آنے سے مایوس ہو چکے تھے۔
.7	سَیۡلَ الۡعَرِمِ	سبا 17	بند کا سیلاب	بند کا سیلاب	زوردار سیلاب	ٹوٹے ہوئے بند کا (موجزن) سیلاب
.8	الۡخِیَامِ	الرحمن 73	خیموں	خیموں	خیموں	محلات جیسے مکانوں میں جو اینٹ پتھر کے نہیں۔
.9	فَجَعَلۡنٰہُنَّ اَبۡکَارًا	الواقعۃ 37	اور انہیں کنواری ۔۔۔بنا دیا۔	پھر ان کو کنواری رکھا ہے۔	کنواریاں	پس ہم نے انہیں بے مثل بنایا۔
.10	وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ	الطارق 12	(پھر یہی نہیں) آسمان گواہی دیتا ہے، بارش برسانے والا۔	قسم ہے آسمان چکر مارنے والے کی۔	اس آسمانی کائنات کی قسم جو پھر اپنی ابتدائی حالت میں پلٹ جانے والی ہے	قسم ہے موسلادھار بارش والے آسمان کی۔

محاکمہ:

جماعت احمدیہ کے مقدس بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے قرآن کریم کے حوالہ سے لغت عربی کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:۔

" بعض اوقات قرآن کریم کے اسرار مخفیہ کی طرف لغت کھودنے سے توجہ پیدا ہو جاتی ہے اور ایک بھید کی بات نکل آتی ہے۔" (برکات الدعا، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 19)

آپؑ کی اتباع میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی اصل کو اپنے ترجمۃ القرآن میں اپنایا۔ مندرجہ بالا امثلہ میں سے صرف پانچ پر محاکمہ کیا جائے گا تاکہ آپ کا ترجمہ لغات عربیہ کے تجویز کردہ معانی کے ساتھ مکمل مطابقت رکھتا ہے۔

مثال نمبر 1 میں لفظ دَرَسْتَ کا ترجمہ جناب غامدی صاحب نے "تم نے اچھی طرح پڑھ کر سنا دیا" کیا جبکہ مولانا وحید الدین خاں صاحب نے "تم نے پڑھ دیا" اور جناب طاہر القادری صاحب نے "آپ نے تو (کہیں سے) پڑھ لیا ہے" کا کیا ہے جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے "تُو نے خوب سیکھا اور خوب سکھایا" کا کیا ہے۔ آیئے اب لغات عربیہ کا جائزہ لیں کہ کیا واقعی اس لفظ کا معنیٰ اتنا ہی بلیغ ہے جتنا حضور رحمہ اللہ نے فرمایا! معروف عربی لغت لسان العرب اس کا معنیٰ کچھ یوں لکھتی ہے، دَرَسَ الكتابَ يَدْرُسُه دَرْساً ودِراسَةً ودارَسَه، من ذلك، كأَنه عانده حتى انقاد لحفظه۔ اس نے کتاب کو اتنے انہماک سے پڑھا کہ گویا وہ اسے زبانی یاد ہونے لگی۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ حضور نے اس لفظ کے لازم و متعدی دونوں حوالوں سے ترجمہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں لغت کی ایک مشہور کتاب الصحاح کہتی ہے کہ يتعدَّى ولا يتعدَّى یعنی یہ فعل لازم و متعدی دونوں طرح لغت عرب میں مستعمل ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حضور کا یہ پر معارف ترجمہ لغت عربی سے مکمل مطابقت رکھتا ہے اور بہت اعلیٰ معنیٰ و مفہوم ادا کر رہا ہے۔

مثال نمبر 4 میں مَصِيْرَكُمْ لفظ کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ غامدی صاحب اور مولانا وحید الدین خاں نے اس کا ترجمہ "تمہارا ٹھکانا" کیا ہے جبکہ طاہر القادری صاحب نے اس کا معنی "تمہارا انجام"۔ ان کے برعکس حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس کا نہایت اچھوتا معنیٰ کیا ہے آپ نے اس لفظ کا ترجمہ تمہارا سفر کیا ہے۔ یہاں ایک سوال ذہن میں پیدا ہو سکتا ہے کہ کیا لغت اس ترجمہ کی اجازت دیتی ہے؟ تو اس کا جواب لغت ہی سے ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ مفردات امام راغب میں ہے۔"(وَ اليهِ المصِيرُ) و صارَ عِبارَة عنِ التَّنَقُّلِ منْ حالٍ الى حالٍ" (المفردات فی غریب القرآن، کتاب الصاد، صفحہ 290، دار المعرفۃ، بیروت) یعنی اس کا معنیٰ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی یعنی سفر ہے۔

مثال نمبر 8 میں لفظ الْخِيَامِ کو پیش کیا گیا ہے۔ اس لفظ کا ترجمہ جناب جاوید احمد غامدی صاحب، مولانا وحید الدین خاں صاحب اور طاہر القادری صاحب نے "خیموں" کا کیا ہے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا نہایت اچھوتا معنیٰ کیا، آپ فرماتے ہیں، **"محلات جیسے مکانوں میں جو اینٹ پتھر کے نہیں"**۔ اب اگر لغت کا رُخ کیا جائے تو ہمارے سامنے آتا ہے کہ المنجد فی اللغۃ اس کا بعینہ یہی معنیٰ دیتی ہے، "الخَيمَةُ: كلُّ بيتٍ ليس مِنْ حِجارَةٍ او ما يقومُ مقامَها" (المنجد فی اللغۃ۔ زیر کلمہ "خام") یہی معنیٰ مصباح اللغات میں بھی ہے، چنانچہ ابو الفضل مولانا عبد الحفیظ بلیلاوی تحریر کرتے ہیں،" الخَيمَةُ: ڈیرہ، ہر وہ مکان جو اینٹ پتھر مٹی وغیرہ سے نہ بنا ہو۔(مصباح اللغات، مکمل عربی اردو ڈکشنری مرتبہ ابو الفضل مولانا عبد الحفیظ بلیلاوی، مکتبہ برہان، اردو بازار جامع مسجد دہلی)

مثال نمبر 9 میں اَبْكَارًا کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے جناب جاوید احمد غامدی صاحب، مولانا وحید الدین خاں صاحب اور طاہر القادری صاحب نے "کنواریوں" کا کیا ہے۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس کا ترجمہ "بے مثل" کا کیا ہے۔ لغت اس لفظ کا ایک معنیٰ "كلُّ فعلةٍ لَمْ

يتقدَّمْهَا مثلهَا" یعنی ہر فعل کہ اس جیسا پہلے نہ ہوا ہو۔(المنجد ومصباح اللغات) اس لئے اس میں معنٰی کی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ قرآن کے منطوق کا بھی خیال رکھا گیا ہے اور ایک متنوع معنٰی پیش کیا گیا ہے۔

مثال نمبر10 میں ذَاتِ الرَّجۡعِ کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کا معنٰی جناب غامدی صاحب نے "بارش برسانے والا" کا کیا ہے جبکہ مولانا وحید الدین خاں نے اس کا معنٰی "چکر مارنے والا" کا کیا ہے۔ اس کے برعکس طاہر القادری صاحب اس کا معنٰی "ابتدائی حالت میں پلٹ جانے والا" کا کرتے ہیں۔ اس لفظ کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے **"موسلا دھار بارش والا"** کا کیا ہے۔ ان تراجم میں گو کہ غامدی صاحب نے بھی یہی معنٰی کیا ہے مگر اس معنٰی میں اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے معنٰی میں ایک بنیادی فرق ہے۔ یہ فرق عام سادہ بارش اور موسلا دھار بارش کا ہے۔ لغت اس لفظ کا ٹھیک ٹھیک یہی معنٰی دیتی ہے، جیسا کہ ،المنجد میں ہے،"الرجع: المطر بعد المطر"اس کے علاوہ لسان العرب میں ہے " ذاتِ الرجع ذات المطر لأَنه يجيء ويرجع ويتكرّر" یعنی موسلا دھار اور بار بار برسنے والی بارش۔ اور یہی معنٰی حضور رحمہ اللہ نے اپنے ترجمہ میں استعمال کیا۔

ان مثالوں سے واضح ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ترجمہ میں لغوی و معنوی جدت نہایت اعلیٰ طور پر موجود ہے۔ اور اس کا مقابلہ میں تراجم اس خوبی کو خال خال پیش کرتے ہیں۔

خواجہ عبد العظیم احمد، فاضل عربی،
شاہد۔ ریسرچ سکالر

7. صحیح عقائد کی ترجمانی کرنے والا ترجمہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمۃ القرآن کی اور خوبیوں میں سے ایک اعلیٰ درجہ کی خوبی یہ بھی ہے کہ آپ نے ایسا ترجمہ قرآن کیا جو کہ صحیح اسلامی عقائد کی صرف نشاندہی ہی نہیں کرتا ہے بلکہ ان معاملات میں قاری کی روشن انداز میں راہنمائی بھی کرتا ہے۔ ذیل میں چند مثالیں اس اصل کا بیّن ثبوت ہیں۔

نمبر	آیت/آیت کا حصّہ	حوالہ	البیان از جاوید احمد غامدی	تذکیر از مولانا وحید الدین خاں	عرفان القرآن از طاہر القادری	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
1.	بَلٰی مَنۡ کَسَبَ سَیِّئَۃً وَّ اَحَاطَتۡ بِہٖ خَطِیۡٓـَٔتُہٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ	البقرۃ 82	کیوں نہیں جن لوگوں نے کوئی بدی کمائی اور ان کے گناہ نے ان کو پوری طرح گھیر لیا ہے۔ وہی دوزخ کے لوگ ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔	ہاں جس نے کوئی برائی کی اور اس کے گناہ نے اس کو گھیرے میں لے لیا تو وہی لوگ دوزخ والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔	ہاں واقعی جس نے برائی اختیار کی اور اس کے گناہوں نے اس کو ہر طرف سے گھیر لیا تو وہی لوگ دوزخی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں	**حقیقت یہ ہے کہ جس نے بھی بدی کمائی یہاں تک کہ اس کی خطاؤں نے اس کو گھیرے میں لے لیا ہو تو یہی لوگ ہیں جو آگ والے ہیں وہ اس میں ایک لمبے عرصہ تک رہنے والے ہیں۔**
2.	اَوۡ کَالَّذِیۡ مَرَّ عَلٰی قَرۡیَۃٍ وَّہِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوۡشِہَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحۡیٖ ہٰذِہِ اللّٰہُ بَعۡدَ مَوۡتِہَا ۚ فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہٗ ؕ قَالَ کَمۡ لَبِثۡتَ ؕ قَالَ لَبِثۡتُ یَوۡمًا اَوۡ	البقرۃ 260	یا اُس شخص کی مثال ہے جس کا گزر ایک بستی پر ہوا جو اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی۔ اُس نے حیرت سے کہا: اِس کے اِس طرح فنا ہو جانے کے بعد اللہ اِسے	یا جیسے وہ شخص جس کا گزر ایک بستی پر سے ہوا۔ اور وہ اپنی چھتوں پر گری ہوئی تھی۔ اس نے کہا، ہلاک ہو جانے کے بعد اللہ اس بستی کو دوبارہ کیسے زندہ کرے گا؟ پھر اللہ نے اس پر سو برس تک کے لئے موت طاری کر دی۔ پھر اس کو اٹھایا۔ اللہ نے پوچھا	یا اسی طرح اس شخص کو (نہیں دیکھا) جو ایک بستی پر سے گزرا جو اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی تو اس نے کہا کہ اللہ اس کی موت کے بعد اسے کیسے زندہ فرمائے گا، سو (اپنی قدرت کا مشاہدہ کرانے کے لئے) اللہ	**یا پھر اس شخص کی مثال (پریو نے غور کیا) جس کا ایک بستی سے گزر ہوا جبکہ وہ اپنی چھتوں کے بل گری ہوئی تھی اس نے کہا اللہ اس کی موت کے بعد اسے کیسے زندہ کرے گا تو اللہ نے اس پر ایک سو سالہ موت (کی سی حالت) وارد کر دی**

	بَعۡضَ يَوۡمٍ‌ؕ قَالَ بَلۡ لَّبِثۡتَ مِائَةَ عَامٍ فَانۡظُرۡ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمۡ يَتَسَنَّهۡ‌ۚ وَانۡظُرۡ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجۡعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانۡظُرۡ اِلَى الۡعِظَامِ كَيۡفَ نُنۡشِزُهَا ثُمَّ نَكۡسُوۡهَا لَحۡمًا‌ ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعۡلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ		کس طرح دوبارہ زندہ کرے گا؟ اِس پر اللہ نے اُسے سو سال کی موت دی، پھراُس کو اُٹھایا (اور) پوچھا: کتنی مدت پڑے رہے؟ اُس نے جواب دیا: ایک دن یااُس سے کچھ کم رہا ہوں گا۔ فرمایا: نہیں، بلکہ سو سال اِسی حالت میں تم پر گزر گئے۔اب ذرا اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں کو دیکھو، اِن میں سے کوئی چیز سڑی نہیں۔ دوسری طرف ذرا اپنے گدھے کو دیکھو کہ ہم اُس کو کس طرح زندہ کرتے ہیں، اِس لیے کہ تمھیں اِس بستی	تم کتنی دیر اس حالت میں رہے؟ اس نے کہا، ایک دن یا ایک دن سے کچھ کم ۔ اللہ نے کہا نہیں بلکہ تم سو برس رہے ہو۔ اب تم اپنے کھانے پینے کی چیزوں کی طرف دیکھو کہ وہ سڑی نہیں اور اپنے گدھے کو دیکھو۔ اور تا کہ ہم تم کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنا دیں۔اور ہڈیوں کی طرف دیکھو ، کس طرح ہم ان کا ڈھانچہ کھڑا کرتے ہیں ۔ پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں ۔ پس جب اس پر واضح ہو گیا تو کہا میں جانتا ہوں کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔	نے اسے سو برس تک مُردہ رکھا پھر اُسے زندہ کیا، (بعد ازاں) پوچھا: یہاں (مرنے کے بعد) کتنی دیر ٹھہرا رہا (ہے)؟ اس نے کہا: میں ایک دن یا ایک دن کا (بھی) کچھ حصہ ٹھہرا ہوں، فرمایا: (نہیں) بلکہ سو برس پڑا رہا (ہے) پس (اب) اپنے کھانے اور پینے (کی چیزوں) کو دیکھ (وہ) متغیّر (باسی) بھی نہیں ہوئیں اور (اب) اپنے گدھے کی طرف نظر کر (جس کی ہڈیاں بھی سلامت نہیں رہیں) اور یہ اس لئے کہ ہم تجھے لوگوں کے لئے (اپنی قدرت کی) نشانی بنا دیں اور (اب ان) ہڈیوں کی طرف دیکھ ہم انہیں کیسے جُنبش دیتے (اور اٹھاتے) ہیں پھر	پھر اسے اُٹھایا(اور) پوچھا تو کتنی مدت (اس حالت میں) رہا ہے اس نے کہا میں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہا ہوں اُس نے کہا بلکہ سو سال رہا ہے پس تو اپنے کھانے اور اپنے مشروب کو دیکھ وہ گلے سڑے نہیں اور اپنے گدھے کی طرف بھی دیکھ یہ (رؤیت) اسلئے ہے کہ ہم تجھے لوگوں کے لئے ایک نشان بنا دیں اور ہڈیوں کی طرف دیکھ کس طرح ہم ان کو اٹھاتے ہیں اور انہیں گوشت پہنا دیتے ہیں پس جب بات اس پر کھل گئی تو اس نے کہا میں جان گیا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

			کے اٹھائے جانے پر یقین ہو اور اِس لیے کہ ہم لوگوں کے لیے تمھیں (امید کی) ایک نشانی بنا دیں اور ہڈیوں کی طرف دیکھو، ہم کس طریقے سے اُن کو اٹھاتے اور پھر اُن پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ اِس طرح جب حقیقت اُس پر واضح ہو گئی تو وہ پکار اٹھا کہ (اب کوئی تردد نہیں رہا)، میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔		انہیں گوشت (کا لباس) پہناتے ہیں، جب یہ (معاملہ) اس پر خوب آشکار ہو گیا تو بول اٹھا: میں (مشاہداتی یقین سے) جان گیا ہوں کہ بیشک اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے	
3.	وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰہٖمُ رَبِّ اَرِنِیۡ کَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ ؕ	البقرۃ 261	اور (اِس سلسلے میں) وہ واقعہ بھی پیش نظر رہے جب ابراہیم نے کہا تھا کہ پروردگار، مجھے	اور جب ابراہیم نے کہا، کہ اے میرے رب، مجھ کو دکھا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے	اور (وہ واقعہ بھی یاد کریں) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کیا: میرے رب! مجھے دکھا دے کہ تُو مُردوں کو کس	اور (کیا تُو نے اس پر بھی غور کیا) جب ابراہیم نے کہا اے میرے ربّ مجھے دکھلا کہ تُو مُردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے اُس نے کہا

	قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ		دکھا دیں کہ آپ مردوں کو کس طرح زندہ کریں گے؟ فرمایا: کیا تم ایمان نہیں رکھتے؟ عرض کیا: ایمان تو رکھتا ہوں، لیکن خواہش ہے کہ میرا دل پوری طرح مطمئن ہو جائے۔ فرمایا: اچھا، تو چار پرندے لو، پھر اُن کو اپنے ساتھ ہِلا لو، پھر (اُن کو ذبح کرکے) ہر پہاڑی پر اُن میں سے ایک ایک کو رکھ دو، پھر اُنھیں پکارو، وہ (زندہ ہو کر) دوڑتے ہوئے تمھارے پاس آ جائیں گے، اور (آیندہ کے لیے) خوب سمجھ لو کہ	گا۔ اللہ نے کہا، کیا تم نے یقین نہیں کیا۔ ابراہیم نے کہا کیوں نہیں ، مگر اس لئے کہ میرے دل کو تسکین ہو جائے۔ فرمایا، تم چار پرندے لو اور ان کو اپنے سے ہلا لو۔ پھر ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ پہاڑی پر رکھ دو۔ پھر ان کو بلاؤ۔ وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔ اور جان لو کہ اللہ زبردست ہے۔ حکمت والا ہے۔	طرح زندہ فرماتا ہے؟ ارشاد ہوا: کیا تم یقین نہیں رکھتے؟ اس نے عرض کیا: کیوں نہیں (یقین رکھتا ہوں) لیکن (چاہتا ہوں کہ) میرے دل کو بھی خوب سکون نصیب ہو جائے، ارشاد فرمایا: سو تم چار پرندے پکڑ لو پھر انہیں اپنی طرف مانوس کر لو پھر (انہیں ذبح کر کے) ان کا ایک ایک ٹکڑا ایک ایک پہاڑ پر رکھ دو پھر انہیں بلاؤ وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آجائیں گے، اور جان لو کہ یقیناً اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے	**کیا تو ایمان نہیں لا چکا اُس نے کہا کیوں نہیں مگر اس لئے (پوچھا ہے) کہ میرا دل مطمئن ہو جائے اس نے کہا تو چار پرندے پکڑ لے اور انہیں اپنے ساتھ مانوس کرلے پھر ان میں سے ایک ایک کو ہر پہاڑ پر چھوڑ دے پھر انہیں بُلا، وہ جلدی کرتے ہوئے تیری طرف چلے آئیں گے اور جان لے کہ اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔**

			اللہ زبردست ہے، وہ بڑی حکمت والا ہے۔			
4.	اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ	آل عمران 22	رہے یہ لوگ جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے رہے ہیں اور اُس کے پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں، نیز خدا کے اُن بندوں کو قتل کرتے رہے ہیں جو لوگوں میں سے انصاف پر قائم رہنے کی دعوت دیتے تھے تو اِنھیں ایک دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دو۔یہی ہیں کہ جن کے اعمال دنیا اورآخرت ، دونوں میں ضائع ہوئے اوراب اِن کا کوئی مددگار نہ ہو گا۔	جو لوگ اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں،اور ان لوگوں کو مار ڈالتے ہیں جو ان لوگوں میں سے انصاف کی دعوت لے کر اٹھتے ہیں۔ان کو ایک دردناک سزا کی خوشخبری دے دو۔	یقینا جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں اور لوگوں میں سے بھی انہیں قتل کرتے ہیں جو عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں سو آپ انہیں دردناک عذاب کی خبر سنادیں	**یقیناً وہ لوگ جو اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں اور نبیوں کی ناحق سخت مخالفت کرتے ہیں اور لوگوں میں سے اُن کی بھی شدید مخالفت کرتے ہیں جو انصاف کا حکم دیتے ہیں انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دے۔**

5.	اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ	المائدۃ 6	تمام پاکیزہ چیزیں اب تمھارے لیے حلال ٹھہرا دی گئی ہیں۔ (چنانچہ) اہل کتاب کا کھانا تمھارے لیے حلال ہے اور تمھارا کھانا اُن کے لیے حلال ہے۔	آج تمہارے لئے سب ستھری چیزیں حلال کر دی گئیں۔ اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے۔	آج تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں، اور ان لوگوں کا ذبیحہ (بھی) جنہیں (اِلہامی) کتاب دی گئی تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لئے حلال ہے۔	**آج کے دن تمہارے لئے تمام پاکیزہ چیزیں حلال قرار دی گئی ہیں اور اہلِ کتاب کا (پاکیزہ) کھانا بھی تمہارے لئے حلال ہے جبکہ تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے**
6.	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ	التوبۃ 28	ایمان والو! یہ مشرکین بالکل ناپاک ہیں، لہٰذا اپنے اس سال کے بعد یہ مسجد حرام کے پاس نہ پھٹکنے پائیں۔	اے ایمان والو، مشرکین بالکل ناپاک ہی۔ پس وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آئیں۔	اے ایمان والو! مشرکین تو سراپا نجاست ہیں سو وہ اپنے اس سال کے بعد (یعنی فتح مکہ کے بعد 9 ھ سے) مسجدِ حرام کے قریب نہ آنے پائیں	**اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مشرکین تو ناپاک ہیں پس وہ اپنے اِس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ پھٹکیں۔**
7.	قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ	یونس 82	موسیٰ نے کہا، یہ جو کچھ تم لائے ہو یہ جادو ہے۔	موسیٰ نے کہا جو کچھ تم لائے ہو وہ جادو ہے۔	موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: جو کچھ تم لائے ہو (یہ) جادو ہے	**موسی نے کہا جو تم لائے ہو وہ محض نظر کا دھوکہ ہے۔**
8.	وَ رَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا	یوسف 101	(اپنے گھر پہنچ کر) اس نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور سب بے اختیار اس کے لئے سجدے میں جھک گئے۔	اور اس نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا۔ اور سب اس کے لئے سجدہ میں جھک گئے۔	اور یوسف (علیہ السلام) نے اپنے والدین کو اوپر تخت پر بٹھا لیا اور وہ (سب) یوسف (علیہ السلام) کے لئے سجدہ میں گر پڑے	**اور اس نے اپنے والدین کو عزت کے ساتھ تخت پر بٹھایا اور وہ سب اس کی خاطر سجدہ ریز ہوگئے۔**

9.	سَلٰمٌ عَلٰۤى اِلْ يَاسِيْنَ	الصافات 131	سلامتی ہو عظمتوں والے الیاس پر۔	سلامتی ہو الیاس پر۔	سلام ہو الیاس پر۔	**سلام ہو اِل یاسین پر۔**
10.	لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ	الانبیاء 104	وہ بڑی گھبراہٹ ان کو ذرا غم میں نہ ڈالے گی اور خدا کے فرشتے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔	ان کو بڑی گھبراہٹ غم میں نہ ڈالے گی۔ فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔	(روزِ قیامت کی) سب سے بڑی ہولناکی (بھی) انہیں رنجیدہ نہیں کرے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔	**انہیں سب سے بڑی گھبراہٹ بھی بے چین نہیں کرے گی اور فرشتے ان سے بکثرت ملیں گے۔**

محاکمہ:

مثال نمبر 1 میں هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ سے متعلق مسلمانوں میں عام عقیدہ ہے کہ جب دوزخ میں جانے والے دوزخ میں چلے جائیں گے تو وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس لئے تینوں مترجمین نے اس کا ترجمہ بالترتیب "وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے" ، " وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے " اور "وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں" کا کیا ہے۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ **"وہ اس میں ایک لمبے عرصہ تک رہنے والے ہیں"** کیا ہے۔

اگر اس عقیدہ کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ آنحضرت ﷺ نے دوزخ میں رہنے والوں کے لئے فرمایا کہ وہ وقتی طور پر وہاں رہیں گے اور ایک دن وہ اس میں سے باہر نکل آئیں گے۔ یہ اصل صرف حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ترجمہ میں ملتا ہے۔ باقی سب نے دوزخیوں کے لئے دوزخ میں ہمیشگی کا ترجمہ کیا ہے جو کہ اسلامی عقائد کے منافی ہے۔

چنانچہ حضرت نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں، " یاتی علیٰ جهنّم یوم ما فیها من بنی آدم احد تخفُقُ ابوبها۔عن ابی امامة۔" (کنز العمال، ذکر النار و صفتها جلد 14 صفحہ 527، حدیث نمبر 39506، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ۔ بیروت)

یعنی حضرت ابو امامۃ الباہلی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم پر ایک ایسا دن بھی آئے گا کہ اس میں آدم کی اولاد میں سے کوئی بھی نہیں بچے گا۔ اور اس کے دروازے ہوا سے کھڑ کھڑائیں گے۔ اسی مضمون کی ایک اور حدیث بخاری میں بھی ملتی ہے۔

"--- ثم يفرغ الله من القضاء بين العباد ويبقى رجل منهم مقبل بوجهه على النار هو آخر اهل النار دخولا الجنة، فيقول: اي رب، اصرف وجهي عن النار فإنه قد قشبني ريحها واحرقني ذكاؤها، فيدعو الله بما شاء ان يدعوه، ثم يقول الله: هل عسيت إن اعطيتك ذلك ان تسالني غيره؟، فيقول: لا وعزتك لا اسالك غيره ويعطي ربه من عهود ومواثيق ما شاء، فيصرف الله وجهه

عن النار، فإذا اقبل على الجنة ورآها سكت ما شاء الله ان يسكت، ثم يقول: اي رب، قدمني إلى باب الجنة، فيقول الله له: الست قد اعطيت عهودك ومواثيقك ان لا تسالني غير الذي اعطيت ابدا؟ ويلك يا ابن آدم ما اغدرك، فيقول: اي رب، ويدعو الله، حتى يقول: هل عسيت إن اعطيت ذلك ان تسال غيره؟، فيقول: لا وعزتك لا اسالك غيره ويعطي ما شاء من عهود ومواثيق، فيقدمه إلى باب الجنة، فإذا قام إلى باب الجنة، انفهقت له الجنة، فرای ما فيها من الحبرة والسرور فيسكت ما شاء الله ان يسكت، ثم يقول: اي رب، ادخلني الجنة، فيقول الله: الست قد اعطيت عهودك ومواثيقك ان لا تسال غير ما اعطيت، فيقول: ويلك يا ابن آدم ما اغدرك، فيقول: اي رب، لا اكونن اشقى خلقك فلا يزال يدعو حتى يضحك الله منه، فإذا ضحك منه قال له: ادخل الجنة، فإذا دخلها، قال: الله له تمنه، فسال ربه وتمنى حتى إن الله ليذكره، يقول: كذا وكذا حتى انقطعت به الاماني، قال الله: ذلك لك ومثله معه۔ عن ابی مريرة۔"

۔۔۔ایک شخص باقی رہ جائے گا جس کا چہرہ دوزخ کی طرف ہو گا، وہ ان دوزخیوں میں سب سے آخری انسان ہو گا جسے جنت میں داخل ہونا ہے۔ وہ کہے گا: اے رب! میرا منہ دوزخ سے پھیر دے کیونکہ مجھے اس کی گرم ہوا نے پریشان کر رکھا ہے اور اس کی تیزی نے جھلسا ڈالا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے وہ اس وقت تک دعا کرتا رہے گا جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا اگر میں تیرا یہ سوال پورا کر دوں گا تو تو مجھ سے کچھ اور مانگے گا؟ وہ کہے گا نہیں، تیری عزت کی قسم! اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں مانگوں گا اور وہ شخص اللہ رب العزت سے بڑے عہد و پیمان کرے گا۔ چنانچہ اللہ اس کا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا۔ پھر جب وہ جنت کی طرف رخ کرے گا اور اسے دیکھے گا تو اتنی دیر خاموش رہے گا جتنی دیر اللہ تعالیٰ اسے خاموش رہنے دینا چاہے گا۔ پھر وہ کہے گا: اے رب! مجھے صرف جنت کے دروازے تک پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو نے وعدہ نہیں کیا تھا کہ جو کچھ میں نے دیا ہے اس کے سوا اور کچھ کبھی تو نہیں مانگے گا؟ افسوس ابن آدم تو کتنا وعدہ خلاف ہے۔ پھر وہ کہے گا: اے رب! اور اللہ سے دعا کرے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا اگر میں نے تیرا یہ سوال پورا کر دیا تو اس کے سوا کچھ اور مانگے گا؟ وہ کہے گا تیری عزت کی قسم! اس کے سوا اور کچھ نہیں مانگوں گا اور جتنے اللہ چاہے گا وہ شخص وعدہ کرے گا۔ چنانچہ اسے جنت کے دروازے تک پہنچا دے گا۔ پھر جب وہ جنت کے دروازے پر کھڑا ہو جائے گا تو جنت اسے سامنے نظر آئے گی اور دیکھے گا کہ اس کے اندر کس قدر خیریت اور مسرت ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جتنی دیر چاہے گا وہ شخص خاموش رہے گا۔ پھر کہے گا: اے رب! مجھے جنت میں پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ اس پر کہے گا کیا تو نے وعدہ نہیں کیا تھا کہ جو کچھ میں نے تجھے دے دیا ہے اس کے سوا تو اور کچھ نہیں مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا افسوس! ابن آدم تو کتنا وعدہ خلاف ہے۔ وہ کہے گا: اے رب! مجھے اپنی مخلوق میں سب سے بڑھ کر بدبخت نہ بنا۔ چنانچہ وہ مسلسل دعا کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں پر ہنس دے گا، جب ہنس دے گا تو اس کے متعلق کہے گا کہ اسے جنت میں داخل کر دو۔ جنت میں اسے داخل کر دے گا تو اس سے فرمائے گا کہ اپنی آرزوئیں بیان کر، وہ اپنی تمام آرزوئیں بیان کر دے گا۔ یہاں تک کہ اللہ

تعالیٰ اسے یاد دلائے گا۔ وہ کہے گا کہ فلاں چیز، فلاں چیز، یہاں تک کہ اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ آرزوئیں اور انہی جیسی تمہیں ملیں گی۔ یہ روایت حضرت ابوھریرۃ سے مروی ہے۔(صحیح بخاری، کتاب التوحید۔ باب قول اللہ تعالیٰ (وجوہ یومئذٍ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ) حدیث نمبر 7437)

مذکورہ بالا دو روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی عقیدہ میں دوزخ ایک عارضی ٹھکانا ہے۔ ان مندرجہ بالا تراجم میں اس عقیدہ کی صحیح ترین ترجمانی کا حق صرف حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا ترجمہ ہی ادا کرتا ہے۔

مثال نمبر 2 میں سورت البقرۃ آیت 260 کو پیش کیا گیا ہے جس میں بنی اسرائیل کے ایک نبی کی سرگزشت بیان ہوئی جن کا گزر ایک خراب حال گری ہوئی بستی پر ہوا۔ اور ان کے خدا سے یہ سوال کرنے پر کہ وہ اس کو کیسے زندہ کرے گا ان پر سو سالہ "نیند" طاری کر دی گئی۔ اس واقعہ کے بارہ میں جناب جاوید احمد غامدی صاحب اپنی تفسیر البیان میں اس آیت کے حاشیہ میں رقمطراز ہیں۔" یہ غالباً حزقی ایل نبی کے ان مشاہدات میں سے ہے جو بنی اسرائیل میں دعوت و اصلاح اور ان کے احیاء کی جدوجہد کے لئے اٹھنے سے پہلے انھیں کرائے گئے۔۔۔ حزقی ایل نبی کو یہ مشاہدہ کرانے سے مقصود جہاں یہ تھا کہ خود انہیں . موت کے بعد زندگی کے مسئلہ میں شرح صدر حاصل ہو، وہاں یہ بھی تھا کہ ان کا مشاہدہ بنی اسرائیل کے لئے اللہ تعالیٰ کی نشانی بنے اور اس کے نتیجے میں ان کے اندر حوصلہ پیدا ہو کہ اللہ انہیں بھی دوبارہ ایک زندہ قوم بنا دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔۔۔ یعنی اس پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ کھانے پینے کی چیزیں سو سال پڑی رہیں اور ان میں کوئی تغیر نہ ہو اور اس پر بھی کہ گدھے کی ہڈیاں تک سڑ کر بوسیدہ ہو جائیں اور وہ چشم زدن میں انھیں اٹھا کر دوبارہ زندگی بخش دے۔"

مولانا وحید الدین خاں اپنی تفسیر "التذکیر" میں لکھتے ہیں،

"یہاں موت کے بعد زندہ کئے جانے کے جن دو تجربات کا ذکر ہے ان کا تعلق انبیاء سے ہے۔ پہلا تجربہ غالباً حضرت عزیرؑ کے ساتھ گزرا جن کا زمانہ پانچویں صدی قبل مسیح کا ہے۔۔۔ انبیاء خدا کی طرف سے اس لئے مقرر ہوتے ہیں کہ لوگوں کو غیبی حقائق سے باخبر کریں اسی لئے ان کو وہ غیبی چیزیں بے پردہ کر کے دکھا دی جاتی ہیں جن پر دوسروں کے لئے اسباب کا پردہ ڈال دیا گیا ہے۔ انبیاء کے ساتھ یہ خصوصی معاملہ اس لئے ہوتا ہے تا کہ وہ ان چیزوں کو ذاتی مشاہد بن کر ان کی بابت لوگوں کو باخبر کر سکیں۔ وہ لوگوں کو جن غیبی حقیقتوں کی خبر دیں ان کے متعلق کہہ سکیں کہ ہم ایک دیکھی ہوئی چیز سے تم کو خبر دار کر رہے ہیں نہ کہ محض سنی ہوئی چیز سے۔"(التذکیر صفحہ 111، مکتبہ رسالہ، دہلی۔ مطبوعہ 2016)

ان دو حوالوں سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں علماء اس کو "مشاہدہ" قرار دے رہے ہیں مگر وہ کیسا "مشاہدہ" تھا اس بارہ میں کوئی بات بھی بیان نہیں کی۔ کیا وہ "مشاہدہ" خواب تھی، کشف تھا، الہام تھا؟ وہ کس نوعیت کا مشاہدہ تھا؟ اس کی قلعی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے کھولی، آپ فرماتے ہیں۔

"اس آیت کریمہ سے مراد صرف یہ ہے کہ ایک رات کی نیند میں اسے آئندہ سو سال کے دوران رونما ہونے والے واقعات دکھلا دیئے گئے۔ مگر جب اس کی آنکھ کھلی تو اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا دیکھ! تیرا گدھا بھی اسی طرح موجود ہے اور تیرا کھانا بھی اسی طرح تر و تازہ ہے جیسا رات کو رکھا گیا تھا۔" (قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف اور مختصر تشریحی نوٹس زیر آیت البقرۃ 259، صفحہ 69)

مثال نمبر 4 میں قتل انبیاء سے متعلق صحیح اسلامی عقیدہ کے حوالہ سے بات کی گئی ہے۔ **وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ** ا جاوید احمد غامدی صاحب نے اس کا ترجمہ "اور اُس کے پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں" کا کیا ہے جبکہ مولانا وحید الدین خان نے اس کا ترجمہ "اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں" کا کیا ہے اور علامہ طاہر القادری نے اس کا ترجمہ "اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں" کا کیا ہے۔ تینوں مترجمین اس بات کے قائل نظر آتے ہیں کہ انبیاء کا قتل واقعی ہوتا رہا ہے۔ جماعت احمدیہ اس کے برعکس عقیدہ رکھتی ہے۔ اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس ٹکڑے کا ترجمہ "اور **نبیوں کی ناحق سخت مخالفت کرتے ہیں**" کا کیا ہے۔ اس ذیل کی تفصیل حضور بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اس سے متعلق بارہا سوال اٹھتا ہے کہ کتنے نبی ہمارے علم میں ایسے ہیں جن کو قتل کیا گیا۔ اور جب تاریخ کی چھان بین کی جائے تو بہت کم ہیں جن کے متعلق یہ تاریخی ثبوت ملتا ہے کہ انہیں قتل کیا گیا یا امکان ہے۔۔۔ احتمال ہے کہ ان کو قتل کیا گیا۔ جہاں تک احتمالات کا تعلق ہے ابھی میں تحقیق کروا رہا ہوں کہ حضرت یحیٰ کا کیا ہوا تھا؟ کیا واقعۃً قتل ہو گئے تھے؟ یا کچھ اور انجام تھا۔ اور کافی دلچسپ تحقیق آگے بڑھ رہی ہے۔ لیکن قطعی ثبوت انبیاء کے قتل کا یہ بہت کم، شاذ کے طور پر دکھائی دیتا ہے۔۔۔ اس لئے کیا مطلب ہے؟ حضرت مصلح موعود نے بھی اور بعض اور جگہ بھی تفاسیر میں یہ مضمون ملتا ہے کہ قتل سے مراد جسمانی قتل نہیں بلکہ ان کی تعلیمات کا قتل ہے۔ اور ان کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے جو جماعتیں قائم کیں ان کی مخالفت کرنا ہی قتل مراد ہے۔۔۔ (یعنی قتل انبیاء) تو اس پہلو سے قتل کا معنیٰ ہو گا تم نے جو شدید مخالفت کی انبیاء کے پیغام کی اس پیغام کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کی۔ اصل میں نبی کا وجود اپنے پیغام ہی کے ساتھ تشکیل پاتا ہے۔ اگر پیغام نہ رہے تو نبی بھی ختم ہو گیا۔ تو یہ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ نبی کا پیغام مٹا دیں اس پہلو سے اس کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔" (ترجمۃ القرآن کلاس، نمبر 35، آیات 15 تا 31، مؤرخہ 11 جنوری 1995)

مثال نمبر 8 میں **وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا** کو پیش کیا گیا ہے۔ اس آیت میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ یہ کس طرح کا سجدہ تھا؟ محترم غامدی صاحب اس ٹکڑے کا ترجمہ "اور سب بے اختیار اس کے لئے سجدے میں جھک گئے۔" کا کیا ہے۔ اس ذیل میں وہ بیان فرماتے ہیں، "سجدے سے مراد یہاں وہ سجدہ نہیں جو ہم خدا کے آگے کرتے ہیں، بلکہ رکوع کے طریقے پر جھکنا ہے۔ بڑوں کی تعظیم کے لئے اس انداز میں جھکنا قدیم زمانہ کا معروف طریقہ تھا۔ عربی زبان میں لفظ سجد اس معنیٰ کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ بائبل اور تلمود دونوں میں تصریح ہے کہ جس چیز کو اصطلاحی سجدہ کہا جاتا ہے وہ بنی اسرائیل کی شریعت میں بھی غیر اللہ کے لئے اسی طرح ممنوع تھا، جس طرح ہماری شریعت میں ممنوع ہے۔" (البیان للغامدی زیر آیت یوسف 101)

ایسے ہی مولانا وحید الدین خاں صاحب نے اس کا ترجمہ "اور سب اس کے لئے سجدہ میں جھک گئے۔" کیا ہے۔ اس بارہ میں اس "سجدہ" کو کھولتے ہوئے مولانا مزید فرماتے ہیں۔

"سجدہ سے مراد بھی معروف سجدہ نہیں بلکہ رکوع کے انداز پر جھکنا ہے۔ کسی بڑے کی تعظیم کے لئے اس انداز میں جھکنا زمانہ قدیم میں بہت معروف تھا۔"(التذکیر صفحہ 644، مکتبہ رسالہ، دہلی۔ مطبوعہ 2016)

طاہر القادری صاحب نے اس حصہ کا ترجمہ کچھ ایسے کیا ہے، "اور وہ (سب) یوسف (علیہ السلام) کے لئے سجدہ میں گر پڑے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس (وَ خَرُّوۡا لَہٗ سُجَّدًا) حصہ کا ترجمہ **"اور وہ سب اس کی خاطر سجدہ ریز ہوگئے"** کا کیا ہے۔

اس طرح کے "سجدہ" کی تفصیل میں آپ لکھتے ہیں۔

"سجدہ کا مضمون بھی روحانی مضمون ہے، نہ کہ جسمانی سجدہ۔ خَرُّوۡا لَہٗ سُجَّدًا کے جو تراجم کئے جاتے ہیں۔ ان میں ایک یہ ہے۔ اس کی خاطر وہ سجدہ ریز ہوگئے۔ یعنی اس کی خاطر اس کو دعائیں دیتے ہوئے سجدہ کر لیا۔ یہ ایک مشکل سے بچنے کے لئے ایک طریق ہے۔ مشکل یہ ہے کہ اگر سجدہ کیا تو پھر دو مسئلے یہاں پھر۔ آدم کی دفعہ تو ایک مسئلہ تھا، کہ فرشتے آدم کو کیوں سجدہ کریں؟ یہاں یہ مسئلہ بن گیا کہ باپ تو نبی اور پہلے نبی ہیں۔ اور عزت کی جگہ بھی ہیں۔ وہ سجدہ کرے اور بیٹے کو سجدہ کرے اور پھر ماں بھی ساتھ شامل ہو۔ اور یہ جو مضمون ہے اس سے ترجمہ کرنے والوں کے دلوں میں الجھنیں پیدا ہوئی ہیں۔ انہوں نے اس سے نجات کی یہ راہ اختیار کی کہ یہ کہا کہ خَرُّوۡا لَہٗ سُجَّدًا۔ لَہٗ کا معنٰی یہ لیا کہ اس کی خاطر اس کو دعائیں دیتے ہوئے۔ حالانکہ سجد کے ساتھ لِ کا صلہ لگتا ہے محاورۃ سجدہ کرنے کی خاطر ہی۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں، سجدت لک روحی و جنانی کہ میری روح تجھے سجدے کرتی ہے اور میری جان تجھے سجدے کرتی ہے۔ یہ مراد تو نہیں کہ تجھے دعائیں دیتے ہوئے۔ تیری خیر چاہتے ہوئے تجھے سجدے کرتی ہے۔ اس لئے میرے نزدیک ایک نیک کوشش تو ہے مگر ضرورت نہیں اس کی۔ بے محل کوشش ہے۔ اور اصل محاورے کو اسی طرح رہنے دینا چاہیئے۔ سجدہ حضرت یوسف کو کیا انہیں معنوں میں جیسے فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا۔ فرشتے تو ویسے سامنے جھک سکتے ہی نہیں۔ فرشتوں کے جسم تو ویسے ہوتے ہی نہیں کہ وہ انسانوں کی طرح سجدریز ہوں۔ پس ظاہری سجدہ نہ وہاں مراد تھی نہ یہاں مراد ہے۔ اور پھر عرش پر بیٹھے ہوئے زمین پر کھڑے آدمی کو سجدے ہو رہے ہیں۔ یہ سارے ایک فرضی قصے ہیں لوگوں نے اپنے ذہنوں میں کہانیاں جو سوچیں اس کے مطابق بنالئے مراد یہ ہے حضرت یوسف کو خدا تعالیٰ کی طرف سے وہاں ایک قانونی بالا دستی حاصل تھی، عزیز تھے۔ اور آپ کے پناہ کے دامن میں آئے ہیں اور آپ کی اطاعت میں ملکی لحاظ سے داخل ہونا لازم تھا۔ اگر بیٹے کو قانونی طور پر بالادستی حاصل ہو تو روحانی طور پر خواہ کوئی بزرگ بھی ہو۔ وہ اس کی زیر سیادت ہی رہے گا۔ اگر نبی غیر دشمن بادشاہ کے بھی تابع رہنے پر مجبور ہے۔ اگر حضرت یوسف خود بھی ایک بادشاہ کے تابع فرمان رہنے پر مجبور تھے۔ وہ خود بھی تو نبی تھے اور وہ دوسرا نبی نہیں تھا اور بالکل غیر اللہ تھا۔ غیر اللہ نہ بھی سہی مومنین میں شمار بہر حال اس کا نہیں ہوا۔ ایسے شخص کی فرمانبرداری کرنا جو، نبی کے لئے جو اس کے مذہب سے تعلق نہ رکھتا ہو اور بادشاہ ہو یہ جائز ہے تو ایک نبی کے لئے اپنے بیٹے کی فرمانبرداری کرنا جبکہ خدا نے اسے قانونی طور پر ایک سیادت بخشی ہو۔ یہ ہرگز

بعید نہیں ہے، نامناسب نہیں ہے۔ پس مراد یہ ہے کہ حضرت یوسف کو باوجود اس کے کہ قانوناً ایک مرتبہ اور شرف حاصل تھا۔ انہوں نے قانوناً تو تابع رہنا تھا۔ یوسف کی مرضی پر رہنا تھا۔ مگر عزت کے مقام پر پھر بھی فائز کر دیا۔ کہا اطاعت بے شک کرو لیکن میں محسوس نہیں ہونے دوں گا۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تم اس سے اونچے ہو۔ جہاں تک قانون کا تعلق ہے، ٹھیک ہے تم میری سرداری میں رہو اور میری فرمانبرداری کرو۔" (ترجمۃ القرآن کلاس، سورۃ یوسف آیات 81 تا 105، مؤرخہ 15 جنوری 1996)

8. بہترین ترجمہ کے لئے صرف و نحو کا اعلیٰ ترین استعمال:

حضور رحمہ اللہ کے ترجمۃ القرآن میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ آپ نے علم صرف و نحو کی مدد سے نہائت اعلیٰ نکات قرآنیہ کو ترجمہ کا حصہ بنایا۔ ذیل میں چند مثالیں اس خوبی کو اچھی طرح ثابت کریں گی۔

نمبر	آیت / آیت کا حصّہ	حوالہ	البیان از جاوید احمد غامدی	تذکیر از مولانا وحید الدین خاں	عرفان القرآن از طاہر القادری	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
1.	وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ	البقرۃ 36	ہاں البتہ تم دونوں اس درخت کے پاس نہ جانا۔	اور اس درخت کے قریب مت جانا۔	مگر اس درخت کے قریب نہ جانا۔	مگر اس مخصوص درخت کے قریب نہ جانا
2.	وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ	البقرۃ 185	اور وہ جو اس کی طاقت رکھتے ہوں، کہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں تو ان پر روزہ کے بدلے ایک مسکین کا کھانا ہے۔	اور جو اس کو بہ مشقت برداشت کر سکیں، تو ایک روزہ کا بدلہ ایک مسکین کا کھانا ہے۔	اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو ان کے ذمے ایک مسکین کے کھانے کا بدلہ ہے	اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے

3.	وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ	المائدۃ 14	اور جس چیز کے ذریعہ انہیں یاددہانی کی گئی تھی، اس کا ایک حصہ بھلا بیٹھے ہیں۔	پس جو کچھ ان کو نصیحت کی گئی تھی اس کا بڑا حصہ وہ بھلا بیٹھے۔	اس (رہنمائی) کا ایک (بڑا) حصہ بھول گئے ہیں جس کی انہیں نصیحت کی گئی تھی	اور وہ اس میں سے جس کی انہیں خوب نصیحت کی گئی تھی ایک حصّہ بھول گئے
4.	يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ	الاعراف 142	تمہارے بیٹوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر مارتے۔۔۔تھے	تمہارے بیٹوں کو قتل کرتے۔	وہ تمہارے لڑکوں کو قتل کر دیتے	وہ تمہارے بیٹوں کو بے دردی سے قتل کرتے تھے۔
5.	وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّکَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِکَ	یونس 89	موسیٰ نے دعا کی، اے ہمارے رب تو نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں شان و شوکت اور مال و اسباب سے نوازا ہے ۔ اے ہمارے رب تا کہ اس کا نتیجہ یہ ہو کہ وہ لوگوں کو تیری راہ سے بھٹکا دیں۔	اور موسیٰ نے کہا ، اے ہمارے رب تو نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں رونق اور مال دیا ہے۔ اے ہمارے رب! اس لئے کہ وہ لوگوں کو تیری راہ سے بھٹکائیں۔	اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: اے ہمارے رب! بیشک تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیوی زندگی میں اسبابِ زینت اور مال و دولت (کی کثرت) دے رکھی ہے، اے ہمارے رب! (کیا تو نے انہیں یہ سب کچھ اس لئے دیا ہے) تاکہ وہ (لوگوں کو کبھی لالچ اور کبھی خوف دلا کر) تیری راہ سے بہکا دیں۔	اور موسیٰ نے کہا اے ہمارے ربّ ! یقیناً تو نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو اس دنیوی زندگی میں ایک بڑی زینت اور اموال دیئے ہیں اے ہمارے ربّ ! (کیا) اس لئے کہ وہ تیری راہ سے (لوگوں کو) بھٹکادیں۔
6.	اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ	النحل 48	یا ان کو ایسی حالت میں	یا ان کو اندیشہ کی حالت میں	یا انہیں ان کے خوف زدہ ہونے پر پکڑ لے، تو بیشک	یا انہیں تدریجاً گھٹانے کے ذریعہ پکڑ لے

			پکڑ لے کہ یہ (خود بھی اس کا) اندیشہ محسوس کر رہے ہوں؟	پکڑ لے۔	تمہارا رب بڑا شفیق نہایت مہربان ہے	
.7	سِحۡرٰنِ تَظٰهَرَا	القصص 49	دونوں جادو ہیں ایک دوسرے کے موافق	دونوں جادو ہیں ایک دوسرے کے مددگار	دونوں (قرآن اور تورات) جادو ہیں (جو) ایک دوسرے کی تائید و موافقت کرتے ہیں	**یہ دو بہت بڑے جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کے مددگار ہوئے۔**
.8	اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمۡ عَدًّا	مریم 85	ہم تو بس ان کی گنتی پوری کر رہے ہیں۔	ہم ان کی گنتی پوری کر رہے ہیں۔	ہم تو خود ہی ان کے (انجام کے) لئے دن شمار کرتے رہتے ہیں	**ہم ان کا لمحہ لمحہ شمار کر رہے ہیں۔**
.9	اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ	الدخان 4	اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم نے اسے خیر و برکت والی رات میں اتارا ہے۔	ہم نے اس کو ایک برکت والی رات میں اتارا ہے۔	بیشک ہم نے اسے ایک بابرکت رات میں اتارا ہے۔	**یقیناً ہم نے اسے ایک بڑی مبارک رات میں اُتارا ہے۔**
.10	حَمَّالَةَ	اللھب 5	(ایندھن) ڈھو رہی ہو گی۔	(ایندھن) لئے پھرتی ہے	لکڑیوں کا بوجھ (سر پر) اٹھائے پھرتی ہے۔	**بہت (ایندھن) اٹھائے ہوئے**

محاکمہ:

مثال نمبر 1 میں **الشَّجَرَةَ** کی مثال پیش کی گئی ہے۔ تینوں مترجمین نے اس کا ترجمہ "درخت" کا کیا ہے جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ "**مخصوص درخت**" کا کیا ہے۔ یہ لفظ "مخصوص" کس عربی لفظ کا ترجمہ ہے؟ لفظ **الشَّجَرَةَ** کے اوپر داخل ہونے والے ال کو ال للتخصیص کہا جاتا ہے۔ اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ لفظ کو مخصوص کر دے۔ یعنی اس مثال میں یہ معنیٰ ہو گا کہ اللہ نے حضرت آدمؑ کو فرمایا کہ اس مخصوص درخت کے پاس نہ جانا۔ باقی تینوں مترجمین کے ترجمہ کی نسبت حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے ترجمہ زیادہ معنوی حسن ملتا ہے جو کہ اس صرفی حوالہ سے اخذ کیا گیا ہے۔

مثال نمبر 3 میں **ذُكِّرُوْا** کا ترجمہ محترم غامدی صاحب نے "انہیں یاددہانی کی گئی" کا کیا ہے جبکہ مولانا وحید الدین خاں اور محترم طاہر القادری صاحب نے اس کا معنیٰ "ان کو نصیحت کی گئی" کا کیا ہے۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ "**انہیں خوب نصیحت کی گئی**" کا کیا ہے۔ اس ترجمہ میں لفظ "خوب" کا اضافہ اس مادہ کے باب تفعیل میں استعمال ہونے کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ باب تفعیل کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ، "باب "تفعیل" یدلّ علیٰ معنیٰ کثیراً من المجرّدِ الثلاثی۔" یعنی باب تفعیل کثرت کا فائدہ دیتا ہے اور اس میں ثلاثی مجرد کے ابواب سے زیادہ معنیٰ ہوتا ہے۔ (دراسة كيفية معانى الابواب المزيدة۔ هادى حيدرى، فرع العلوم والبحوث كلية اللغات الاجنبية۔ بجامعة الحرّة الاسلامية ۔ طهران) یہ معنوی خوبی اسی صرفی فہم کا نتیجہ ہے۔ اسی کی مثال نمبر 4 میں ہے۔

مثال نمبر 6 میں **اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ** کو بطور مثال پیش کیا گیا ہے۔ اس کا ترجمہ محترم غامدی صاحب نے "یا ان کو ایسی حالت میں پکڑ لے کہ یہ (خود بھی اس کا) اندیشہ محسوس کر رہے ہوں؟" کا کیا ہے، جبکہ مولانا وحید الدین خاں صاحب نے اس کا ترجمہ "یا ان کو اندیشہ کی حالت میں پکڑ لے۔" کا کیا ہے اور محترم طاہر القادری صاحب نے اس کا ترجمہ "یا انہیں ان کے خوف زدہ ہونے پر پکڑ لے" کا کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا معنیٰ "**یا انہیں تدریجاً گھٹانے کے ذریعہ پکڑ لے**" کا کیا ہے۔ اس ترجمہ کے اختلاف یا یوں کہیئے ترجمہ کے تنوع کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ **تَخَوُّفٍ** باب تفعّل کی قبیل سے ہے۔ اس باب کی خصوصیات میں سے ایک "تدریج" ہے۔ (دراسة كيفية معانى الابواب المزيدة۔ هادى حيدرى، فرع العلوم والبحوث كلية اللغات الاجنبية۔ بجامعة الحرّة الاسلامية ۔ طهران) چنانچہ اس باب کی اس خصوصیت کی وجہ سے حضور رحمہ اللہ کے ترجمہ میں ہم "**تدریجاً گھٹانے**" کے الفاظ پاتے ہیں۔ یہ خوبصورت ترجمہ بھی اعلیٰ صرفی استعمال کی وجہ سے ممکن ہوا۔

مثال نمبر 7 میں سِحۡرٰنِ تَظٰهَرَا کی مثال دی گئی ہے۔ محترم غامدی صاحب نے اس کا معنیٰ "دونوں جادو ہیں ایک دوسرے کے موافق" کا کیا ہے۔ مولانا وحید الدین خاں نے اس کا ترجمہ "دونوں جادو ہیں ایک دوسرے کے مددگار" کا کیا ہے۔ جبکہ طاہر القادری صاحب نے اس کا ترجمہ "دونوں (قرآن اور تورات) جادو ہیں (جو) ایک دوسرے کی تائید و موافقت کرتے ہیں۔" تینوں مترجمین نے سِحۡرٰنِ کا ترجمہ "دو جادو" کا کیا ہے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ "**یہ دو بہت بڑے جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کے مددگار ہوئے۔**" کا کیا ہے۔ یعنی تینوں مترجمین اس کا معنیٰ جادو کا کرتے ہیں مگر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے سحر جو کہ مصدر ہے اسم الفاعل مراد لیا ہے۔ جب مصدر اسم الفاعل کے معنیٰ میں لیا جائے تو اس میں مبالغہ کا معنیٰ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ معروف قاعدہ ہے۔ جس کی مثال زیدٌ عدلٌ کے حوالہ سے دی جاتی ہے۔ یعنی زید بہت بڑا عادل شخص ہے۔ چنانچہ امام زمخشری اپنی شہرہ آفاق تفسیر، تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں، "جَعَلُوهما سِحْرَيْنِ مُبَالَغَةً فِي وَصَفِهِما بالسَّحْرِ" یعنی ان دونوں (یعنی موسیٰ اور ہارون) کو کہہ سِحْرَيْنِ کر اس میں ان کے سحر کے وصف کو مبالغہ کے ساتھ بیان کیا گیا۔ (تفسیر الکشاف، زیر آیت القصص 49۔ جلد 3 صفحہ 371۔ مکتبہ مصر 2010)

9. ترجمۃ القرآن میں آنحضرت ﷺ کے ادب اور آپ ﷺ کے احترام:

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ساری زندگی عشق رسول ﷺ کے گرد گھومتی ہے، تو یہ ہر گز غلط نہ ہو گا۔ آپ کے ترجمہ میں اس کا جابجا اثر دکھائی دیتا ہے۔ ذیل میں چند مثالیں اس خوبی کو اچھی طرح ثابت کریں گی۔

نمبر	آیت / آیت کا حصّہ	حوالہ	البیان از جاوید احمد غامدی	تذکیر از مولانا وحید الدین خاں	عرفان القرآن از طاہر القادری	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
.1	لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا	البقرۃ 105	ایمان والو، رَاعِنَا نہ کہا کرو ،انْظُرْنَا کہا کرو	اے ایمان والو، تم رَاعِنَا نہ کہو بلکہ انْظُرْنَا کہو۔	اے ایمان والو! رَاعِنَا مت کہا کرو بلکہ اُنظُرْنَا کہا کرو	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (ہمارے رسول کو) "رَاعِنَا" نہ کہا کرو بلکہ یہ کہا کرو کہ ہم پر نظر فرما
.2	فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ	الکھف 66	تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو وہاں پایا۔	تو انہوں نے وہاں ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو وہاں پایا۔	تو دونوں نے (وہاں) ہمارے بندوں میں سے ایک (خاص) بندے (خضر علیہ السلام) کو پالیا	پس وہاں انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک عظیم بندے کو پایا
.3	اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا	الاحزاب 73	ہم نے یہ امانت زمین اور آسمانوں اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تھی تو انہوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کر دیا تھا اور اس سے ڈر	ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا، تو انہوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کیا۔ اور اس سے ڈر	بیشک ہم نے (اِطاعت کی) امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی تو انہوں نے اس (بوجھ) کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اٹھا لیا، بیشک وہ (اپنی جان پر) بڑی زیادتی کرنے والا (ادائیگیِ امانت میں کوتاہی کے انجام سے)	یقیناً ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے جبکہ انسانِ کامل نے اسے اٹھا لیا یقیناً وہ (اپنی ذات پر) بہت ظلم کرنے والا (اور اس ذمہ داری کے عواقب کی)

			گئے تھے، مگر انسان نے اس کو اٹھا لیا ۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی ظالم اور جذبات سے مغلوب ہو جانے والا ہے۔	گئے اور انسان نے اس کو اٹھالیا ۔بیشک وہ ظالم اور جاہل تھا۔	بڑا بے خبر و نادان ہے	بالکل پرواہ نہ کرنے والا تھا۔
.4	لِّيَغۡفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ	الفتح 3	اللہ تمہارے اگلے اور پچھلے سب گناہوں کو بخش دے۔	تا کہ اللہ تمہاری اگلی اور پچھلی خطائیں معاف کر دے۔	تا کہ آپ کی خاطر اللہ آپ کی امت (کے اُن تمام اَفراد) کی اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے	تاکہ اللہ تجھے تیری ہر سابقہ اور ہر آئندہ ہونے والی لغزش بخش دے
.5	مَآ اَنۡتَ بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ بِمَجۡنُوۡنٍ وَ اِنَّ لَكَ لَاَجۡرًا غَيۡرَ مَمۡنُوۡنٍ وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ	القلم 3 تا 5	اپنے پروردگار کی عنایت سے تم کوئی دیوانے نہیں ہو اور تمہارے لئے وہ صلہ ہے جس پر کبھی زوال نہ آئے گا اور تم بڑے اعلیٰ اخلاق پر ہو۔	تم اپنے رب کے فضل سے دیوانے نہیں ہو۔اور بے شک تمہارے لئے اجر ہے، کبھی ختم نہ ہونے والا۔اور بے شک تم ایک اعلیٰ اخلاق پر ہو۔	آپ اپنے رب کے فضل سے (ہرگز) دیوانے نہیں ہیں۔اور بے شک آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہو گا اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں۔	تو اپنے ربّ کی نعمت کے طفیل مجنون نہیں ہے۔ اور یقیناً تیرے لئے ایک لامتناہی اجر ہے۔ اور یقیناً تو بہت بڑے خُلق پر فائز ہے۔
.6	سَنُقۡرِئُكَ فَلَا تَنۡسٰٓى اِلَّا	الاعلیٰ	عنقریب اس	ہم تم کو	ہم آپ کو خود (ایسا)	ہم ضرور تجھے قراءَ ت

	مَا شَآءَ اللّٰہُ ۔ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى	7تا8	کو ہم پورا تمہیں پڑھا دیں گے تو تم نہیں بھولو گے۔	پڑھائیں گے پھر تم نہیں بھولو گے۔ مگر جو اللہ چاہے۔	پڑھائیں گے کہ آپ (کبھی) نہیں بھولیں گے، مگر جو اللہ چاہے۔	سکھائیں گے پس تو نہیں بھولے گا۔ سوائے اس کے جو اللہ چاہے۔

محاکمہ:

آنحضرت ﷺ کے ادب واحترام میں اوپر دی گئی مثالوں میں مثال نمبر 2 میں فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے تو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جاوید احمد غامدی صاحب اس "بندہ" سے مراد "ملائکہ میں سے کوئی ہستی" مراد لیتے ہیں جبکہ مولانا وحید الدین خاں اور علامہ طاہر القادری اس سے مراد "خضر" لیتے ہیں۔ جبکہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب اس سے آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات مراد لیتے ہیں۔ اسی لئے اس ترجمہ میں آپ نے "**پس وہاں انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک عظیم بندے کو پایا**" کا ترجمہ کیا۔ "عظیم بندے" سے چونکہ مراد حضرت رسول اکرم ﷺ ہیں اس لئے آپ ﷺ کے ادب کا پہلو لفظ عَبْدًا کی تنکیر سے نکالا۔ یعنی اس تنکیر کو تعظیم کے معنیٰ میں لے کر آپ ﷺ کے شایان شان ترجمہ کیا۔

مثال نمبر 3 میں وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۔ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا کے ترجمہ کو بطور مثال پیش کیا گیا ہے۔ اس کا ترجمہ محترم غامدی صاحب نے "مگر انسان نے اس کو اٹھا لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی ظالم اور جذبات سے مغلوب ہو جانے والا ہے۔" کا کیا ہے۔ آپ یہاں الانسان سے مراد ایک عام انسان لے رہے ہیں۔ آپ مزید فرماتے ہیں:۔

"یہ انسان کی فطرت کا بیان ہے جس کی بنا پر اُس نے یہ بار امانت اٹھایا ہے۔ چنانچہ انسان کے سامنے اگر اُس کی کوئی محبوب چیز پیش کی جائے، جیسے علم، حسن، اقتدار، ابدیت، عزوجاہ اور مال ودولت وغیرہ تو اُس کے لیے بسا اوقات وہ ایسا ازخود رفتہ ہو جاتا ہے کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے سے بھی گریز نہیں کرتا اور اِس طرح اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ علم و تحقیق، کشف والہام، عشق و عاشقی، جرأت وعزیمت اور حرص وطمع کی تمام داستانیں اِس کی شہادت دیتی ہیں کہ کسی چیز کی محبت انسان کو دیوانہ بنا سکتی ہے۔ انسان کی تمام ترقی، خواہ وہ آخرت کے حوالے سے ہو یا دنیا کے، اِسی دیوانگی کی مرہون منت ہے۔ آیت میں ظَلُوْمًا جَهُوْلًا کے الفاظ اِسی لحاظ سے استعمال ہوئے ہیں۔ امام حمید الدین فراہی کے الفاظ میں، **فاجترأ علی أمر عظیم، فظلم نفسه و أوردها مهالک**۔ مطلب یہ ہے کہ ارادہ واختیار جیسی چیز جو خدا کی صفات میں سے ہے، جب انسان کے سامنے پیش کی گئی

تو نتائج و عواقب کی پرواکیے بغیر اُس نے لپک کر اُسے قبول کر لیا، اِس لیے کہ اُس کی فطرت میں یہ چیز ودیعت ہے کہ کسی چیز کی کشش اُسے دیوانہ بنا سکتی ہے اور اُس کو حاصل کرنے کے لیے اپنی جان پر اُس کو ظلم بھی کرنا پڑے تو وہ کر گزرتا ہے۔" (البیان زیر آیت الاحزاب 72)

مولانا وحید الدین خاں صاحب نے اس کا ترجمہ "اور انسان نے اس کو اٹھالیا۔ بیشک وہ ظالم اور جاہل تھا۔" کا کیا ہے۔ مولانا وحید الدین خاں صاحب بھی غامدی صاحب کے قریب قریب اپنا نقطہ نظر پیش کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ بھی الانسان سے مراد ایک عام انسان کو لیتے ہیں جس نے بارِ امانت اٹھایا۔ جبکہ علامہ طاہر القادری نے اس کا ترجمہ "اور انسان نے اسے اٹھالیا، بیشک وہ (اپنی جان پر) بڑی زیادتی کرنے والا (ادائے امانت میں کوتاہی کے انجام سے) بڑا بے خبر و نادان ہے" کا کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے الانسان سے مراد آنحضرت ﷺ کی ذات والا صفات لی ہے۔ اور الانسان کا معنیٰ "انسانِ کامل" کا کیا ہے۔ آپ کا ترجمہ کچھ یوں ہے۔ "**جبکہ انسانِ کامل نے اسے اٹھالیا یقیناً وہ (اپنی ذات پر) بہت ظلم کرنے والا (اور اس ذمہ داری کے عواقب کی) بالکل پرواہ نہ کرنے والا تھا۔**" اس ترجمہ کی وجہ آپ کے اس پر معارف بیان سے ملتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"اس آیت کریمہ میں آنحضرت ﷺ کی دیگر تمام انبیاء پر فضیلت کا ذکر ہے کیونکہ جو امانت قرآنی تعلیم کے طور پر نازل کی جانی تھی رسول اللہ ﷺ سے پہلے کسی نبی کو یہ استطاعت نہیں تھی کہ اس کا بوجھ اٹھا سکے۔ پس امانت سے مراد قرآن کریم ہے۔ اس کا بعض مفسرین بالکل غلط ترجمہ کرتے ہیں۔ ظَلُوْمًا سے مراد کسی دوسرے پر نہیں بلکہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے جس نے اتنا بوجھ اٹھالیا ہے۔ اور جَہُوْلًا سے مراد بہت بڑا جاہل نہیں بلکہ وہ ہے کہ جس نے اتنی بڑی ذمہ داری سنبھالی اور پھر عواقب سے بے پرواہ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ پر جتنے بھی مظالم ہوئے ہیں قرآن کریم کے نزول کے بعد شروع ہوئے ہیں۔" (قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف اور مختصر تشریحی نوٹس زیر آیت الاحزاب 73، صفحہ 744 حاشیہ)

مثال نمبر 4 میں **لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ** کو مثالاً پیش کیا گیا ہے۔ انبیاء کے معصوم عن الخطا کا عقیدہ تو یوں تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے مگر اس عقیدہ کی نظیر مروجہ تراجم میں مشکل سے ملتی ہے۔ آپؐ کے بارہ میں جماعت احمدیہ یہ عقیدہ رکھی ہے کہ آپ سے نا صرف گناہ کا صدور ناممکن ہے بلکہ آپ ﷺ سید المعصومین ہیں۔

یہ سورت الفتح کی آیت ہے جس کا خطاب آنحضرت ﷺ کے لئے ہے۔ مثلاً غامدی صاحب نے اس کا ترجمہ یوں کیا۔ " اللہ تمہارے اگلے اور پچھلے سب گناہوں کو بخش دے۔" مولانا وحید الدین خاں نے اس کا معنیٰ "تاکہ اللہ تمہاری اگلی اور پچھلی خطائیں معاف کر دے۔" کا کیا ہے۔ علامہ طاہر القادری بھی اس آیت کا معنیٰ کرتے کسی اچھے اور آنحضرت ﷺ کے شایان شان ترجمہ تک نہیں پہنچ سکے۔ آپ کے ہاں اس کا معنیٰ "تاکہ آپ کی

خاطر اللہ آپ کی امت (کے اُن تمام اَفراد) کی اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے" کا کیا گیا ہے۔ ان سب تراجم میں حضور رحمہ اللہ کا ترجمہ سب سے بہترین ہے۔ آپ نے اس کا ترجمہ **"تاکہ اللہ تجھے تیری ہر سابقہ اور ہر آئندہ ہونے والی لغزش بخش دے۔"** اس جگہ پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی آیت کی تشریح سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں بیان کی جائے اور لفظ ذَنْب کا صحیح معنیٰ معلوم کیا جائے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ آیت فتح مکہ کے وقت اتری۔۔۔ عیسائی اس آیت کا اس طرح ترجمہ کرتے ہیں۔ "ہم نے تجھے ایک صریح فتح دی تاکہ ہم تیرے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کریں۔۔" یہ معنے بالصراحت غلط ہیں کیونکہ اس آیت کا ربط ہی بگڑ جاتا ہے۔ ایک فتح کو گناہ کی معافی سے کیا تعلق ہے گناہوں کی معافی فتح کا کوئی نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ یہاں لفظ ذَنْب سے مراد وہ عیب ہیں۔ یہ کفار آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کیا کرتے تھے کہ یہ شخص مفتری اور جھوٹا ہے۔ خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو فتح دی جو کہ آپ کی صداقت کی علامت تھی۔ اور اس طرح خداند تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو فتح دے کر ان تمام الزاموں کو دور کر دیا جو کفار آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کیا کرتے تھے۔ خدائے تعالیٰ نے آپؐ کے سلسلہ کو پوری کامیابی دی اور آپ کے دشمنوں کو ہلاک کیا اور اس طرح آپ کی سچائی کی شہادت دی۔ ربطِ کلام ان معنوں کی تائید کرتا ہے۔"(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ سورت الفتح زیر آیت 3۔ جلد ہفتم صفحہ 354 مطبوعہ قادیان 2004)

10. ترجمۃ القرآن میں بعض مقامات کا نادر ترجمہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اس ترجمہ میں بعض مقامات قرآنی کا بے حد نادر ترجمہ بھی کیا گیا۔ جس کی مثل مروجہ جدید تراجم قرآن میں قریب قریب عنقا ہے۔ آپ کے یہ نادر تراجم جہاں فکر قرآنی، اسلوب ربانی اور عربی قواعد و مدلولات سے عجیب موافقت رکھتے ہیں۔ ذیل کی بعض مثلیں اس بات میں ہمارے اس دعویٰ کی دلیل بنیں گی۔

نمبر	آیت / آیت کا حصہ	حوالہ	البیان از جاوید احمد غامدی	تذکیر از مولانا وحید الدین خاں	عرفان القرآن از طاہر القادری	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
1.	ابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ	یوسف 85	اور غم سے اس کی آنکھیں سفید پڑ گئیں۔	اور غم سے اس کی آنکھیں سفید پڑ گئیں۔	ان کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں۔	اور اس کی آنکھیں غم سے ڈبڈبا آئیں
2.	يَأْتِ بَصِيْرًا--- فَارْتَدَّ بَصِيْرًا	یوسف 94،97	اس کی بینائی لوٹ آئے گی--- تو یکایک اس کی بینائی لوٹ آئی۔	اس کی بینائی پلٹ آئے گی--- پس اس کی بینائی لوٹ آئی۔	وہ بینا ہو جائیں گے--- تو اسی وقت ان کی بینائی لوٹ آئی۔	اس پر حقیقت واضح ہو جائے گی--- اس پر حقیقت واضح ہو گئی
3.	لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ	الرعد 15	اس کو پکارنا برحق ہے۔	سچا پکارنا صرف خدا کے لئے ہے۔	اسی کے لئے حق کی دعوت ہے۔	سچّی دعا اُسی سے کی جاتی ہے۔
4.	وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ	بنی اسرائیل 37	تم اس چیز کے پیچھے نہ پڑو جس کو تم جانتے نہیں ہو۔	اور ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کی تمہیں خبر نہیں۔	اور تو اس بات کی پیروی نہ کر جس کا تجھے (صحیح) علم نہیں۔	اور وہ موقف اختیار نہ کر جس کا تجھے علم نہیں
5.	تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ	الکھف 56	اگلوں کا معاملہ ان کے لئے بھی ظاہر ہو جائے۔	اگلوں کا معاملہ ان کے لئے بھی ظاہر ہو جائے۔	سوائے اس (انتظار) کے کہ انہیں اگلے لوگوں کا طریقہ (ہلاکت) پیش آئے	ان پر پہلوں کی تاریخ دہرائی جائے
6.	يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا	الکھف 105	وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔	وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔	ہم بڑے اچھے کام انجام دے رہے ہیں	وہ صنعت کاری میں کمال دکھا رہے ہیں۔

.7	فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ	القمر 37	مگر وہ اس کی تنبیہ میں حجتیں نکالتے رہے۔	پھر انہوں نے اس ڈرانے میں جھگڑے پیدا کئے۔	پھر اُن لوگوں نے اُن کے ڈرانے میں شک کرتے ہوئے جھٹلایا۔	**پھر بھی وہ اِنذار کے بارہ میں متردِد رہے۔**
.8	كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ	القیامۃ 21	ہر گز نہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تم اس جلد ملنے والی سے محبت کرتے ہو۔	ہر گز نہیں بلکہ تم چاہتے ہو کہ وہ جلد آئے۔	حقیقت یہ ہے (اے کفّار!) تم جلد ملنے والی (دنیا) کو محبوب رکھتے ہو	**خبردار! بلکہ تم دنیا کو پسند کرتے ہو۔**
.9	اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ	التین 5	بہترین ساخت	بہترین ساخت	بہترین (اعتدال و توازن والی) ساخت	**بہترین ارتقائی حالت**
.10	فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ	البینۃ 4	جن میں صاف ہدایتیں لکھی ہوئی ہیں۔	جن میں درست مضامین لکھے ہوں۔	جن میں درست اور مستحکم احکام (درج) ہیں۔	**اُن میں قائم رہنے والی اور قائم رکھنے والی تعلیمات تھیں۔**

محاکمہ:۔

مثال نمبر 1 میں سورت یوسف کی آیت 85 **ابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ** کا وہ حصہ پیش کیا گیا ہے جو بالعموم غلط طور پر ترجمہ کیا جاتا ہے۔ غامدی صاحب اور مولانا وحید الدین خاں صاحب نے اس کا ایک سا ترجمہ کیا ہے۔ "اور غم سے اس کی آنکھیں سفید پڑ گئیں۔" جبکہ طاہر القادری صاحب نے اس کا ترجمہ "ان کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں۔" کا کیا ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ تفصیل میں جاتے ہوئے جاوید احمد غامدی صاحب اپنی تفسیر البیان میں رقمطراز ہیں،" عام مشاہدہ ہے کہ غم والم کی شدت اور بہت روتے رہنے سے پتلیوں کی سیاہی متاثر ہو جاتی ہے اور آنکھوں کے سرخ ڈورے بھی آہستہ آہستہ غائب ہو جاتے ہیں، یہ اسی حالت کا بیان ہے۔ (البیان زیر آیت سورت یوسف 85)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ نہائت نادر اور عقلی اور منطقی انداز میں کیا ہے۔ آپ نے اس کا ترجمہ **"اور اس کی آنکھیں غم سے ڈبڈبا آئیں۔"** کا کیا ہے۔ آپ نے اس کی وجہ بھی خود ہی تحریر فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں،" **ابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ** : آنکھوں کے سفید ہونے سے مراد اندھا ہو جانا نہیں بلکہ آنکھوں کا آنسوؤں سے بھر جانا اور ڈبڈبا آنا مراد ہے۔ حضرت امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ **ابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ** کثرتِ گریہ کی طرف

کنایہ ہے۔ نیز لکھتے ہیں عِندَ غَلَبَة البُكاءِ يَكثُرُ المآءُ فِی العَينِ فَتُصِيرُ العَينِ كَانَّهَا ابيَضَّتْ من بَياضِ ذلك المآءِ (تفسیر کبیر رازیؒ) (قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف اور مختصر تشریحی نوٹس زیر آیت سورت یوسف 85، صفحہ 394 حاشیہ)

مثال نمبر 2 میں سورت یوسف کی دو آیات 94 اور 97 کے حصوں يَأتِ بَصِيْرًا۔۔ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا کو پیش کیا گیا ہے۔ ان حصص کا بھی درست ترجمہ نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ جاوید احمد غامدی صاحب نے ان کا ترجمہ "اس کی بینائی لوٹ آئے گی۔۔۔ تو یکایک اس کی بینائی لوٹ آئی۔" کا کیا ہے۔ اسی طرح مولانا وحید الدین خاں صاحب نے بھی اس کا ترجمہ ایسے ہی کیا ہے، "اس کی بینائی پلٹ آئے گی۔۔۔ پس اس کی بینائی لوٹ آئی۔" علامہ طاہر القادری صاحب نے اس کا ترجمہ "وہ بینا ہو جائیں گے۔۔۔ تو اسی وقت ان کی بینائی لوٹ آئی۔" کا کیا ہے۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ "اس پر حقیقت واضح ہو جائے گی۔۔۔ اس پر حقیقت واضح ہو گئی۔" کا کیا ہے۔
قرآن حکیم کے قریباً سب مترجمین و مفسرین ان آیات سے یہ مراد لیتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی اپنے بیٹے کی یاد میں رونے اور آہ و فغاں کرنے کی بناء پر چلی گئی تھی اور جب جناب یوسف علیہ السلام نے اپنا کرتا آپؑ کو بھجا تو یہ کرتا جب آپ نے اپنے چہرے پر لگایا تو آپؑ کی کھوئی ہوئی بینائی واپس آ گئی۔ چنانچہ تنویر المقباس تفسیر ابن عباس میں لکھا ہے:۔
"حضرت یعقوبؑ کی آنکھیں رو رو کر سفید ہو گئیں اور آپؑ غم میں گھلتے جاتے تھے۔۔۔ یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا، میں تمہیں اب کسی بات کا دوش نہیں دوں گا۔ جو قمیض یوسف نے بھیجی وہ جنت کا ایک کپڑا تھا۔ یہوذا (جس کو قرآن میں البشیر کہا گیا) جب یہ قمیض لے کر گیا اور اس کو حضرت یعقوبؑ کی آنکھوں پر رکھا تو حضرت یعقوبؑ کی بینائی واپس آ گئی۔" (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، مطبوعہ 2001 دار الفکر بیروت۔ لبنان صفحہ 245)
امام زمخشری نے اپنی تفسیر الکشاف میں اس بارہ میں بیان فرماتے ہیں:۔
"جب آنکھ میں آنسو بھر آتے ہیں تو آنکھ کی پتلی پر سفیدی نظر آتی ہے۔ اس کی طرف اشارہ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت یعقوبؑ نابینا ہو گئے تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپؑ کو (حضرت یوسفؑ کے غم کے بعد) بہت کم نظر آتا تھا۔" (تفسیر الکشاف جلد 2 صفحہ 346، 347، الطبعۃ الاولیٰ، مطبوعہ مکتبہ مصر)
انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہوتے ہیں، کو وقار ہوتے ہیں۔ انبیاء عظیم الشان صبر کرنے والے ہوتے اور اگر ان کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو سب انبیاء کی زندگی میں ایک اصل یہ مشترک نظر آتی ہے کہ وہ بہت صابر ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں تو حضرت یعقوب علیہ السلام کا صبر تو ایک ضرب المثل کا حکم رکھتا ہے۔ آپؑ کی وہ دلگداز دعا جس کو قرآن کریم نے ہم تک پہنچایا ہمیں آپؑ کی اسی بے نظیر خوبی کا پتہ دیتی ہے۔ وہ دعا یہ ہے کہ " قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ " یعنی اس (یعقوبؑ) نے فریاد کی کہ میں اپنے تمام ہم و غم، تکلیف اور حزن کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں اور میں من جانب اللہ وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اگر ان (تینوں) تراجم کا بغور

مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ تراجم حضرت یعقوب علیہ السلام کی زندگی اور آپؑ کے نمونہ کو ظاہر نہیں کرتے۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا ترجمہ **"اس پر حقیقت واضح ہو جائے گی۔۔۔ اس پر حقیقت واضح ہو گئی۔"** آپؑ کی دور رس نظر، آپ کی جہاندیدگی اور بلیغ فکری پر دلالت کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

مثال نمبر 9 میں **اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ** کے ترجمہ کو بطور مثال پیش کیا گیا ہے۔ اس کا ترجمہ غامدی صاحب اور مولانا وحید الدین خاں نے "بہترین ساخت" کا کیا۔ طاہر القادری صاحب نے بھی اس کا یہی معنیٰ کیا ہے مگر "اعتدال و توازن والی" کے الفاظ کو بریکٹ میں بڑھایا ہے۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ " **بہترین ارتقائی حالت**" کیا ہے۔ جو کہ اس ترکیب کا نہائت عارفانہ، حقیقت پر مبنی اور اچھوتا ترجمہ ہے۔

11. ترجمۃ القرآن میں صحیح اردو محاورہ کا استعمال:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اس ترجمہ میں ایک بات جابجا ملتی ہے اور وہ یہ ہے کہ عربی عبارات اور آیات قرآنیہ کا صحیح اردو محاورہ میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس ترجمہ میں نہ ہی لفظی ترجمہ کی وجہ سے پائے جانے والے اشکالات ہیں اور نہ ہی اردو کا ایسا محاورہ استعمال کیا گیا ہے جس نے مفہوم متن کو سمجھ سے دور کر دیا ہو۔ بلکہ صحیح محاورہ کا استعمال کر کے متن و مفہوم کے قریب تر رہتے ہوئے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مندرجہ ذیل مثالیں اس خوبی کو روز روشن کی طرح واضح کریں گی۔

نمبر	آیت / آیت کا حصّہ	حوالہ	البیان از جاوید احمد غامدی	تذکیر از مولانا وحید الدین خاں	عرفان القرآن از طاہر القادری	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
1.	رَبَآئِبُ	النسآء 24	بیویوں کی لڑکیاں	(بیویوں کی) بیٹیاں	لڑکیاں	پچھلگ بیٹیاں
2.	حُيِّيْتُمْ	النسآء 87	تم کو سلام کہا جائے۔	تم کو دعا دے۔	سلام کے ذریعے تمہاری تکریم کی جائے	خیر سگالی کا تحفہ
3.	فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ	الانعام 94	موت کی بے ہوشیوں میں ہوں گے۔	موت کی سختیوں میں۔	موت کی سختیوں میں	موت کی یورشوں کے نرغے میں
4.	وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ	الانعام 142	اور ان کا حق ادا کرو جس دن یہ کاٹے جائیں۔	اللہ کا حق ادا کرو اس کے کاٹنے کے دن۔	اور اس کے کٹنے کے دن اس حق ادا کر دیا کرو	اور اس کی برداشت کے دن ا س کا حق ادا کیا کرو
5.	وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ	الاعراف 4	اور اپنے پروردگار کو چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کے پیچھے نہ چلو۔	اور اس کے سوا دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرو۔	اور اس کے سوا (اپنے بنائے ہوئے) دوستوں کے پیچھے مت چلو۔	اور اسے چھوڑ کر دوسرے ولیوں کی پیروی نہ کرو
6.	اُخْتَهَا	الاعراف 39	اپنے ساتھی گروہ	اپنے ساتھی گروہ	اپنے جیسی دوسری جماعت	اپنی ہم قماش

.7	الْمُؤْتَفِكٰتِ	التوبۃ:70	ان بستیوں (کی خبر) جنہیں الٹ دیا گیا۔	الٹی ہوئی بستیوں (کی)	ان بستیوں کے مکین جو الٹ دی گئیں۔	ان بستیوں کی جو تہ و بالا ہوگئیں۔
.8	لَنُحَرِّقَنَّهٗ	طٰہٰ 98	ہم ابھی اس کو جلا دیں گے۔	ہم اس کو جلائیں گے۔	ہم اسے ضرور جلا ڈالیں گے۔	ہم ضرور اُسے بھسم کر دیں گے
.9	بِسَاحَتِهِمْ	الصافات 178	ان کے صحن میں	ان کے صحن میں	ان کے سامنے	ان کے آنگن میں۔
.10	لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ	الشوریٰ 28	تو وہ زمین میں اودھم مچا دیتے۔	تو وہ زمین میں فساد کرتے۔	تو وہ ضرور زمین میں سرکشی کرنے لگیں گے۔	تو وہ زمین میں ضرور باغیانہ روش اختیار کرتے۔

محاکمہ

یہاں کسی خاص مثال کو مد نظر رکھتے ہوئے کسی محاکمہ کی چنداں ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمام مثالیں حضرت خلیفۃالمسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمہ کو اردو محاورہ کے عین مطابق اور عربی مفہوم کا مکمل حق ادا کرنے والی ہیں۔

12. سنن وافعالِ الٰہیہ اور صفات خداوندی کی صحیح تفہیم کی طرف راہنمائی کرنے والا ترجمۃ القرآن:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمہ کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ اس ترجمہ میں سنن وافعال الٰہیہ کا صحیح بیان ملتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کا صحیح مفہوم اور ان کا گہرا عرفان حاصل ہوتا ہے۔ جو کہ انسانی عقل اور اللہ تعالیٰ کی سنت سے بالکل ہم آہنگ ہے۔ مندرجہ ذیل مثالیں اس خاصیت کو روز روشن کی طرح واضح کریں گی۔

نمبر	آیت / آیت کا حصّہ	حوالہ	البیان از جاوید احمد غامدی	تذکیر از مولانا وحید الدین خاں	عرفان القرآن از طاہر القادری	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
.1	الرَّحْمٰنِ	الفاتحہ 1	سراسر رحمت	بڑا مہربان	نہائت مہربان	بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا
.2	اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ	آل عمران 3	زندہ اور سب کو قائم رکھنے والا	زندہ اور سب کا تھامنے والا	(وہ) ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے (سارے عالم کو اپنی تدبیر سے) قائم رکھنے والا ہے	ہمیشہ زندہ رہنے والا (اور) قائم بالذات ہے
.3	وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ	آل عمران 35	اللہ سمیع و علیم ہے۔	اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔	اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے	اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔
.4	اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ	یونس 18	حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کے مجرم کبھی فلاح نہیں پائیں گے۔	یقیناً مجرموں کو فلاح حاصل نہیں ہوتی۔	بے شک مجرم لوگ فلاح نہیں پائیں گے۔	حقیقت یہی ہے کہ مجرم کبھی کامیاب نہیں ہوا کرتے۔
.5	اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ	ھود 58	یقیناً میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔	یقیناً میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔	بے شک میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔	یقیناً میرا ربّ ہر چیز پر خوب محافظ ہے۔
.6	اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ	ھود 67	اس میں شبہ نہیں کہ تیرا	بے شک تیرا رب ہی قوی	بے شک آپ کا رب ہی طاقتور غالب ہے۔	یقیناً تیرا ربّ ہی دائمی قوّت والا

			پروردگار ہی قوی اور زبردست ہے۔	اور زبردست ہے۔		**(اور) کامل غلبہ والا ہے۔**
.7	فَاِنَّمَا يَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ	مریم 36	تو اس کو اتنا ہی کہتا ہے کہ ہو جا، پھر وہ ہو جاتی ہے۔	تو کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔	تو اسے صرف یہی حکم دیتا ہے: "ہو جا" بس وہ ہو جاتا ہے	**تو وہ اسے محض "ہو جا" کہتا ہے تو وہ ہونے لگتا ہے اور ہو کر رہتا ہے۔**
.8	وَ مَا رَبُّکَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ	حم السجدۃ 47	اور تیرا پروردگار اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم کرنے والا نہیں ہے۔	اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔	اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے	**اور تیرا ربّ بے چارے بندوں پر ذرّہ بھر بھی ظلم کرنے والا نہیں۔**
.9	وَ لَوۡ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزۡقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوۡا فِي الۡاَرۡضِ وَ لٰكِنۡ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيۡرٌۢ بَصِيۡرٌ	الشوریٰ 28	اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے رزق کو بالکل کھول دیتا تو زمین میں اودھم مچادیتے۔ مگر وہ ایک حساب کے ساتھ جو چاہتا ہے، ان کے لئے اتارتا ہے، اس لئے کہ وہ اپنے بندوں سے باخبر ہے۔	اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے روزی کو کھول دیتا تو وہ زمین میں فساد کرتے۔ لیکن وہ اندازہ کے ساتھ اتارتا ہے جو چاہتا ہے۔ بے شک وہ جاننے والا ہے دیکھنے	اور اگر اللہ اپنے تمام بندوں کے لئے روزی کشادہ فرمادے تو وہ ضرور زمین میں سرکشی کرنے لگیں لیکن وہ (ضروریات کے) اندازے کے ساتھ جتنی چاہتا ہے اتارتا ہے، بیشک وہ اپنے بندوں (کی ضرورتوں) سے خبردار ہے خوب دیکھنے والا ہے	**اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے رزق کشادہ کر دیتا تو وہ زمین میں ضرور باغیانہ روش اختیار کرتے لیکن وہ ایک اندازہ کے مطابق جو چاہتا ہے نازل کرتا ہے یقیناً وہ اپنے بندوں سے ہمیشہ باخبر (اور ان پر) گہری نظر رکھنے والا ہے۔**

				والا ہے۔		
.10	تَبٰرَکَ	الزخرف ف86	بڑی بابرکت ہے (وہ ذات)	بڑی بابرکت ہے (وہ ذات)	بڑی بابرکت ہے	**ایک وہی برکت والا ثابت ہوا**

محاکمہ

مثال نمبر 1 میں لفظ **الرَّحْمٰن** کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کا معنیٰ غامدی صاحب نے "سراسر رحمت" کا کیا ہے جبکہ مولانا وحید الدین خاں نے اس کا ترجمہ "بڑا مہربان" کا کیا ہے اور علامہ طاہر لقادری نے اس کا معنیٰ "نہائت مہربان" کا کیا ہے۔ ان تینوں تراجم **مستعمل کلمات** "سراسر"، "بڑا" اور "نہائت" فعلان کے وزن کا معنیٰ ہے۔ یہ صیغہ مبالغہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ حضرت خلیفہ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ میں اس "مبالغہ" کا معنیٰ **"بے انتہا"** کے لفظ سے کیا گیا ہے۔ اور یہاں پر بس نہیں بلکہ اس کے ساتھ ایک اور ترجمہ **"بن مانگے دینے والا"** کا اضافہ بھی کیا گیا ہے جو کہ اس لفظ کے ذاتی میں معنوں میں شامل ہے۔ اور لغت لسان العرب لفظ **الرَّحْمٰن** کو الرحیم کی نسبت ابلغ بھی قرار دیتی ہے۔ (لسان العرب زیر مادّہ "رحم")

مثال نمبر 4 میں اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ کے تراجم کو پیش کیا گیا ہے۔ محترم غامدی صاحب نے اس کا ترجمہ "حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کے مجرم کبھی فلاح نہیں پائیں گے۔" کا کیا اور علامہ طاہر القادری صاحب نے اس کا ترجمہ "بے شک مجرم لوگ فلاح نہیں پائیں گے۔" کا کیا ہے۔ جبکہ مولانا وحید الدین خاں نے اس کا معنیٰ "یقیناً مجرموں کو فلاح حاصل نہیں ہوتی۔" کا کیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس کا معنیٰ جہاں آسان فہم انداز میں کیا وہاں اللہ کی ایک سنت اپنے ترجمہ کی مدد سے بیان کر دی۔ آپ نے اس کا ترجمہ **"حقیقت یہی ہے کہ مجرم کبھی کامیاب نہیں ہوا کرتے۔"** کا کیا ہے۔ اور لاریب یہی سنت الٰہی ہے کہ جو بھی شخص یا گروہ اللہ کے برگزیدہ نبی کے برخلاف کھڑا ہوتا ہے وہ ایک تو مجرم کہلاتا ہے اور دوسرا اس کو نبی کے بالمقابل کبھی بھی کامیابی و کامرانی حاصل نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ خائب وخاسر اور ناکام و نامراد رہتا ہے۔

مثال نمبر 7 میں فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ کے مروجہ جدید تراجم پیش کئے گئے ہیں۔ غامدی صاحب اس کا معنیٰ "تو اس کو اتنا ہی کہتا ہے کہ ہو جا، پھر وہ ہو جاتی ہے۔" کا کیا ہے مولانا وحید الدین خاں صاحب نے اس کا ترجمہ "تو کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔" کا کیا ہے اور علامہ طاہر القادری نے اس کا ترجمہ "تو اسے صرف یہی حکم دیتا ہے: "ہو جا" بس وہ ہو جاتا ہے۔" کا کیا ہے۔ مگر اس کا اعلیٰ ترین ترجمہ جو کہ اللہ تعالیٰ کی سنن و

افعال کی غمازی کرتا نظر آتا ہے وہ آپؒ نے کیا ہے، آپ نے اس کا ترجمہ "تو وہ اسے محض "ہو جا" کہتا ہے تو وہ ہونے لگتا ہے اور ہو کر رہتا ہے۔" کا کیا ہے۔ اس کی وجہ آپ ہی بیان فرماتے ہیں۔

" یَکُوْنُ کا جو لفظ ہے یہ مضارع ہے۔ اس کا مطلب ہے "ہو رہی ہے یا ہو جائے گی" تو بائبل میں تو ہے کہ "اس نے کہا اور وہ ہو گیا" حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ خدا نے جب زمین و آسمان بنانے کا فیصلہ فرمایا اس کے بعد کتنے سال لگے۔ بعض سائنسدان کہتے ہیں تیس بلین سال۔ تو یہ کہنا ادھر کہا ادھر ہو گئی، یہ ایک بچگانہ تصور ہے جس کا بائبل میں کہیں کہیں ذکر ملتا ہے۔ مگر وہ خدا کا کلام معلوم نہیں ہوتا بندوں نے اپنی طرف سے اس میں داخل کیا ہے۔ قرآن کریم چونکہ کلیۃً خدا کا کلام ہے اس لئے بہت ہی خوبصورت محاورہ استعمال کرتا ہے۔ اس چیز سے کہتا ہے "ہو" فَیَکُوْنُ پس وہ ہونے لگتی ہے اور ہو کر رہتی ہے۔ کوئی تیسری چیز ایسی نہیں ہے جو درمیان میں حائل ہو۔ اور اسی وقت ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اس میں ایک ذرہ کی بھی تاخیر نہیں مگر تکمیل کے لئے وقت چاہتی ہے اس لئے یَکُوْنُ کا لفظ استعمال ہوا۔ تو اصل مناسب ترجمہ یہ ہے "وہ چیز ہونے لگتی ہے اور ہو کر رہتی ہے۔" (ترجمۃ القرآن کلاس، نمبر 13، آیات 110 تا 119، مؤرخہ 21 ستمبر 1994)

13. ایک ہی قرآنی لفظ کے قرآنی سیاق وسباق کے حوالے سے مختلف جگہوں پر مختلف معانی:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا یہ ترجمہ ایک اور خصوصیت رکھتا ہے کہ ایک ہی قرآنی لفظ کے سیاق وسباق کے حوالہ سے متن کی ضرورت کے مطابق اس کے اردو میں مختلف تراجم کئے گئے۔ جس سے مفہوم مزید کھل کر واضح ہو گیا۔ مندرجہ ذیل تین مثالیں اس بات کو روز روشن کی طرح واضح کریں گی۔

لفظ	قرآنی مقامات	حوالہ جات	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
مکر:	1. اَفَاَمِنُوْا مَکْرَاللّٰہِ 2. اِنَّ ھٰذَا لَمَکْرٌ 3. فَلَمَّاسَمِعَتْ بِمَکْرِھِنَّ 4. الَّذِیْنَ مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ 5. مَکْرُالَّیْلِ وَ النَّھَارِ	الاعراف100 الاعراف124 یوسف32 النحل46 سبا34	پس کیا وہ اللہ کے **منصوبہ** سے امن میں ہیں۔ یقیناً یہ ایک **سازش** ہے۔ پس جب اس نے ان سے **مکاری** کی بات سنی۔ وہ لوگ جنہوں نے بُری **تدبیریں** کیں۔ رات دن کیا جانے والا ایک **فریب**
لفظ	قرآنی مقامات	حوالہ جات	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
امر	1. ہَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ 2. اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ 3. لَتُنَبِّئَنَّہُمْ بِاَمْرِہِمْ 4. سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْرًا 5. وَ تَقَطَّعُوْٓا اَمْرَہُمْ بَیْنَہُمْ	آل عمران155 الاعراف55 یوسف17 یوسف19 بنی اسرائیل36	کیا اہم **فیصلوں** میں ہمارا بھی کوئی عمل دخل ہے۔ خبردار! پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے اور **حکومت** بھی۔ (ایک دن) یقیناً انہیں ان کی اس **کارستانی** سے آگاہ کرے گا۔ تمہارے نفوس نے ایک بہت **سنگین بات** تمہارے لئے معمولی اور آسان بنادی ہے اور (بعد میں) انہوں نے اپنا **مسلک** آپس میں ٹکڑے ٹکڑے بانٹ لیا۔

لفظ	قرآنی مقامات	حوالہ جات	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
تاویل	1. وَلَمَّا يَأۡتِهِمۡ تَأۡوِيلُهٗ	یونس 40	اور ابھی تک اس کا **مفہوم** اُن پر ظاہر نہیں ہوا۔
	2. نَبِّئۡنَا بِتَأۡوِيلِهٖ	یوسف 37	ہمیں ان کی **تعبیر** سے مطلع کر
	3. تَأۡوِيلِ الۡاَحَادِيۡثِ	یوسف 22	معاملات کی **تہہ تک پہنچنے کا علم**
	4. تَأۡوِيلِ الۡاَحَادِيۡثِ	یوسف 102	باتوں کی **اصلیت سمجھنے کا علم**
	5. ذٰلِکَ خَيۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَأۡوِيۡلًا	بنی اسرائیل 36	یہ بات بہت بہتر اور **انجام کار** سب سے اچھی ہے۔

14. کثیر الدلالت الفاظ قرآنیہ کا کثیر المعنیٰ ترجمہ قرآن:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمہ میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جن کلمات قرآنیہ کے معانی بہت وسیع ہیں ان کا ترجمہ کرتے ہوئے حضور ان کے زیادہ سے زیادہ معانی کو اردو میں بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً اگر ایک کلمہ کے دو معروف معانی مشہور ہیں تو دونوں کو ترجمہ میں سمو کر ایک نہایت بلیغ ترجمہ کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل مثالیں اس خوبی کو واضح کریں گی۔

نمبر	آیت / آیت کا حصّہ	حوالہ	البیان از جاوید احمد غامدی	تذکیر از مولانا وحید الدین خاں	عرفان القرآن از طاہر القادری	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
1.	لِيَسۡكُنَ اِلَيۡهَا	الاعراف 190	تاکہ اس سے تسکین پائے۔	تاکہ وہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔	تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے۔	**تاکہ وہ اس کی طرف تسکین کی خاطر مائل ہو**
2.	خُضۡتُمۡ	التوبۃ 69	تم نے بھی وہی بحثیں کیں۔	تم نے بھی وہی بحثیں کیں۔	نیز تم (بھی اسی طرح) باطل میں داخل اور غلطاں ہو	**تم بھی لغو باتوں میں منہمک ہو**
3.	فَالنَّارُ مَوۡعِدُهٗ	ھود 18	اس کے وعدہ	اس کے وعدہ کی	جبکہ آتش دوزخ اس کا	**تو آگ اس کا موعود ٹھکانا**

			کی جگہ دوزخ ہے۔	جگہ آگ ہے۔	ٹھکانا ہے۔	ہو گی۔
4.	فَكَاتِبُوْهُمْ	النور 34	ان سے مکاتبت کر لو۔	تو ان کو مکاتب بن لو۔	تو انہیں مکاتب کر دو۔	تو اُن کو تحریری معاہدہ کے ساتھ آزاد کر دو
5.	وَ كَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا	الفرقان 56	یہ منکر اپنے رب کے حریف بنے ہوئے ہیں۔	اور منکر تو اپنے رب کے خلاف مددگار بنا ہوا ہے۔	اور کافر اپنے رب (کی نافرمانی) پر (ہمیشہ شیطان کا) مددگار ہوتا ہے	اور کافر اپنے ربّ کے بالمقابل (دوسروں کی) پشت پناہی کرنے والا ہے۔
6.	يَّدْرُسُوْنَهَا	سبا 45	جنہیں یہ پڑھتے ہوں۔	جن کو وہ پڑھتے ہوں۔	جنہیں یہ لوگ پڑھتے ہوں۔	جنہیں وہ پڑھتے اور اُن کا درس دیتے
7.	فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ	حم السجدة 7	سو اپنا رخ سیدھے اسی کی طرف کئے رکھو۔	پس تم سیدھے رہو اسی کی طرف	پس تم اسی کی طرف سیدھے متوجہ رہو۔	پس اُس کے حضور ثباتِ قدم کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ
8.	فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى	حم السجدة 18	مگر انہوں نے ہدایت پر اندھا بن کر رہنے کو ترجیح دی۔	مگر انہوں نے ہدایت کے مقابلہ پر اندھے پن کو پسند کیا۔	انہوں نے ہدایت کے مقابلہ میں اندھا رہنا ہی پسند کیا۔	لیکن انہوں نے نابینائی پسند کرتے ہوئے (اُسے) ہدایت پر ترجیح دی۔
9.	وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ	حم السجدة 52	تو وہ منہ موڑتا اور پہلو بدل لیتا ہے	اپنی کروٹ پھیر لیتا ہے۔	اپنا پہلو بچا کر ہم سے دور ہو جاتا ہے۔	اور کنارہ کشی کرتے ہوئے دُور ہٹ جاتا ہے
10.	نَكَالَ	النازعات 26	عذاب	عذاب	سزا	ایک عبرتناک سزا

محاکمہ:

مثال نمبر 2 میں خُضۡتُمۡ کے تراجم کو پیش کیا گیا ہے۔ غامدی صاحب اور مولانا وحید الدین خاں نے "تم نے بھی وہی بحثیں کیں۔" کا ترجمہ کیا ہے۔ جبکہ علامہ طاہر القادری نے اس کا معنیٰ "نیز تم (بھی اسی طرح) باطل میں داخل اور غلطاں ہو۔" اس کا معنیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے **"تم بھی لغو باتوں میں منہمک ہو"** کا کیا ہے۔ اس میں اس لفظ کا معنیٰ مکمل طور پر دیا گیا ہے۔ اس کے مکمل معنیٰ کے حوالہ سے المفردات امام راغب میں لکھا ہے۔ "الخَوْضُ هو الشّرُوعُ فى المآَء والمرور فيهِ ، و يستعارُ فى الامُورِ و اكْثَرُ ما وَرَدَ فى القرآنِ وَرَدَ فيما يُذَمُّ الشروعُ فيه۔" (المفردات فی غریب القرآن، کتاب الضاد، صفحہ 161، دارالمعرفۃ، بیروت) یعنی الخَوْضُ کا معنیٰ پانی میں داخل ہو کر اس میں سے گزرنا ہے۔ اور اس لفظ کو استعارۃً امور میں منہمک ہونے کے معنوں میں بھی لیا جاتا ہے۔ اور قرآن کریم میں یہ یہ لفظ بری چیزوں میں منہمک ہونے کے معنی میں آیا ہے۔

مثال نمبر 3 میں **فَالنَّارُ مَوۡعِدُہٗ** کو اور اس کے تراجم کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کا ترجمہ محترم غامدی صاحب نے "اس کے وعدہ کی جگہ دوزخ ہے۔" کا کیا ہے جبکہ مولانا وحید الدین خاں نے اس کا ترجمہ "اس کے وعدہ کی جگہ آگ ہے۔" کا کیا ہے اور علامہ طاہر القادری نے اس کا معنیٰ "جبکہ آتش دوزخ اس کا ٹھکانا ہے۔" کا کیا ہے۔ اس کا جو ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا اس میں کے دونوں معانی یعنی اس کا موعود ہونے (جو کہ وعد کا ذاتی مفہوم و معنیٰ ہے) کو بھی لیا ہے اور اس کے دوسرے معروف معنیٰ یعنی "ٹھکانہ" کو بھی ایک ساتھ نہائت خوبصورتی کے ساتھ پیش فرمایا ہے۔ آپ نے اس کا ترجمہ یوں کیا، **"تو آگ اس کا موعود ٹھکانا ہوگی۔"**

مثال نمبر 8 میں **فَاسۡتَحَبُّوا الۡعَمٰی عَلَی الۡہُدٰی** کے تراجم پیش کئے ہیں۔ اس کا ترجمہ غامدی صاحب کے نزدیک "مگر انہوں نے ہدایت پر اندھا بن کر رہنے کو ترجیح دی۔" کا کیا ہے۔ مولانا وحید الدین خاں نے اس کا رجمہ "مگر انہوں نے ہدایت کے مقابلہ پر اندھے پن کو پسند کیا۔" کا کیا ہے۔ اور طاہر القادری صاحب نے اس کا ترجمہ "انہوں نے ہدایت کے مقابلہ میں اندھا رہنا ہی پسند کیا۔" کیا ہے۔ یعنی غامدی صاحب نے **فَاسۡتَحَبُّوا** کے ایک معنیٰ " ترجیح دینا" کو اختیار کیا۔ مولانا وحید الدین خاں اور طاہر القادری صاحب نے اس کے دوسرے معنیٰ "پسند کرنا" کو اختیار کیا۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کے ان دونوں مطالب کو احسن انداز سے ایک ہی جملہ میں سمو کر بیان فرمایا۔ آپ نے اس کا ترجمہ کچھ یوں فرمایا، **"لیکن انہوں نے نابینائی پسند کرتے ہوئے (اُسے) ہدایت پر ترجیح دی۔"**

دیکھیے! کتنی عمدگی سے ان سب مفاہیم کو ترجمہ میں بیان کر دیا۔

مثال نمبر 10 میں **نَکَالً** کے کے تراجم کو پیش کیا گیا۔ غامدی صاحب اور مولانا وحید الدین خاں نے اس کا معنیٰ "عذاب" کا کیا ہے اور طاہر القادری صاحب نے اس کا معنیٰ "سزا" کا کیا ہے۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس کے دو معانی کو اکٹھا بیان فرمایا ہے۔ یعنی **"ایک عبرتناک سزا"**۔ اس لفظ **نَکَالً** کا معروف معنی سزا کا عذاب کا ہے جو کہ سب مترجمین نے کیا مگر اس کا ایک اور معنیٰ بھی لغت میں لکھا ہے۔ چنانچہ لسان العرب میں "فجعلناهما نَكالاً لما بين يَدَيْها وما خَلْفها؛ قال الزجاج: أَي جعلنا هذه الفَعلة عِبرةً" یعنی آیت قرآنی فجعلناهما نكالاً لما بين

یَدَیْہا وما خَلْفہا کے بارہ میں زجاج کہتے ہیں کہ ہم نے اس فعل کو عبرت بنا دیا۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ترجمہ میں یہ دونوں معانی پائے جاتے ہیں۔ جو کہ آپ کے وسیع علم لغت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

15. عصمت انبیاء (علیہم السلام):

بعض مقامات قرآنیہ جن کو چند ایک تفسیری مغالطوں اور اسرائیلیات کے زیر اثر غلط طور پر سمجھا گیا اور اس نا سمجھی میں ان مقامات کا ترجمہ بھی ایسا کیا گیا جس سے ان تفسیری مغالطوں کو ایک طرح کی تقویت ملتی ہے۔ مگر اسی اثناء میں عصمت انبیاء کا ایک بنیادی جزو ایمان نظر انداز ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کا ترجمہ ان تمام تفسیری مغالطوں اور اسرائیلیات کے اثر سے منزہ ہے اور عصمت انبیاء کے حوالہ سے ایک بہترین ترجمہ ہے۔ مندرجہ ذیل مثالیں اس خوبی کو واضح کریں گی۔

نمبر	آیت / آیت کا حصّہ	حوالہ	البیان از جاوید احمد غامدی	تذکیر از مولانا وحید الدین خاں	عرفان القرآن از طاہر القادری	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
.1	حَصُوْرًا	آل عمران 40	دنیا کی لذتوں سے کنارہ کش	اپنے نفس کو روکنے والا ہو گا۔	اور عورتوں (کی رغبت) سے بہت محفوظ ہو گا۔	اپنے نفس کی پوری حفاظت کرنے والا
.2	وَّ نَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِىَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ	الاعراف 109	اور اس نے اپنا ہاتھ (آستین سے) کھینچا تو دیکھنے والوں کے لئے وہ دفعۃً چمکتا ہوا نکلا۔	اور اس نے اپنا ہاتھ نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے سامنے چمک رہا تھا۔	اور اپنا ہاتھ (گریبان میں ڈال کر) نکالا تو وہ (بھی) اسی وقت دیکھنے والوں کے لئے (چمک دار) سفید ہو گیا	اور اس نے اپنا ہاتھ نکالا تو وہ اچانک دیکھنے والوں کو سفید دکھائی دینے لگا۔
.3	فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ	الاعراف 118	تو وہ ان کی اس طلسم کو نگلتا چلا گیا جو وہ بنالائے تھے۔	تو اچانک وہ نگلنے لگا اس کو جو انہوں نے گھڑا تھا۔	تو وہ فوراً ان چیزوں کو نگلنے لگا جو انہوں نے فریب کاری سے وضع کر رکھی تھیں	پس اچانک وہ اس جھوٹ کو نگلنے لگا جو وہ گھڑ رہے تھے۔
.4	جَعَلَ السِّقَايَةَ فِىْ رَحْلِ اَخِيْهِ	یوسف 71	تو اپنا پیالہ (ازراہ محبت) اپنے بھائی کے سامان میں رکھ دیا۔	تو پینے کا پیالہ اپنے بھائی کے اسباب میں رکھ دیا۔	تو (شاہی) پیالہ اپنے بھائی (بنیامین) کی بوری میں رکھ دیا	تو اس نے (بے خیالی میں) اپنے بھائی کے سامان میں پینے کا برتن رکھ دیا

.5	قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ	یوسف 96	لوگوں نے کہا خدا کی قسم آپ ابھی تک اپنے اسی خبط میں مبتلا ہیں۔	لوگوں نے کہا خدا کی قسم تم تو ابھی تک اپنے پرانے غلط خیال میں مبتلا ہیں۔	وہ بولے: اللہ کی قسم یقیناً آپ اپنی (اسی) پرانی محبت کی خودرفتگی میں ہیں	انہوں نے کہا اللہ کی قسم! یقیناً تُو اپنی اسی پرانی غلطی میں مبتلا ہے۔
.6	قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِیْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ	الحجر 72	لوط نے (عاجز ہو کر) کہا: اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو یہ میری بیٹیاں موجود ہیں ۔	اس نے کہا یہ میری بیٹیاں ہیں اگر تم کو کچھ کرنا ہے۔	لوط (علیہ السلام) نے کہا: یہ میری (قوم کی) بیٹیاں ہیں اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو (تو بجائے بدکرداری کے ان سے نکاح کرلو)	اس نے کہا (دیکھو) یہ میری بیٹیاں ہیں (ان کی حیا کرو) اگر تم کچھ کرنے والے ہو۔
.7	جَبَّارًا عَصِيًّا	مریم 15	سرکش اور نافرمان	سرکش اور نافرمان	سرکش اور نافرمان	سخت گیر (اور) نافرمان
.8	فَقَالَ اِنِّیْ سَقِيْمٌ	الصافات 90	میں تو ماندہ ہو رہا ہوں۔	پس کہا کہ میں بیمار ہوں۔	اور کہا: میری طبیعت مضمحل ہے (تمہارے ساتھ میلے پر نہیں جاسکتا)	اور کہا میں تو یقیناً بیزار ہو گیا ہوں۔
.9	فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَ الْاَعْنَاقِ	ص 34	تو وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر تلوار چلانے لگا۔	پھر وہ جھاڑنے لگا پنڈلیاں اور گردنیں۔	تو انہوں نے (تلوار سے) اُن کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹ ڈالیں (یوں اپنی محبت کو اللہ کے تقرّب کے لئے ذبح کردیا)	پس وہ (ان کی) پنڈلیوں اور گردنوں پر (پیار سے) ہاتھ پھیرنے لگا۔
.10	وَ خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ	ص 45	اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں سینکوں کا ایک مٹھا لو اور اس سے اپنے آپ کو مارو اور حانث نہ ہو۔	اور اپنے ہاتھ میں سینکوں کا ایک مٹھا لو اور اس سے مارو اور قسم نہ توڑو۔	(اے ایوب!) تم اپنے ہاتھ میں (سَو) تنکوں کی جھاڑو پکڑ لو اور (اپنی قسم پوری کرنے کے لئے) اس سے (ایک بار اپنی زوجہ کو) مارو اور قسم نہ توڑو	اور خشک اور تر شاخوں کا گچھا اپنے ہاتھ میں لے اور اسی سے ضرب لگا اور (اپنی) قسم کو جھوٹا نہ کر

محاکمہ:

مثال نمبر 4 میں حضرت یوسف علیہ السلام کے اپنے بھائی کے سامان میں پیالہ رکھنے کے بیان کو بطور مثال پیش کیا گیاہے۔ قرآن کریم فرماتاہے۔جَعَلَ السِّقَايَةَ فِیْ رَحْلِ اَخِيْهِ اس آیت کے ٹکڑے سے متعلق مفسرین نے مختلف قیاس آرائیاں کیں ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس کے تراجم پیش کر دیئے جائیں۔ غامدی صاحب نے اس کا ترجمہ یوں کیا۔"تو اپنا پیالہ (ازراہ محبت) اپنے بھائی کے سامان میں رکھ دیا۔" مولانا وحید الدین خاں نے اس کا ترجمہ "تو پینے کا پیالہ اپنے بھائی کے اسباب میں رکھ دیا۔" کا کیا اور علامہ طاہر القادری نے اس کا ترجمہ "تو (شاہی) پیالہ اپنے بھائی (بنیامین) کی بوری میں رکھ دیا۔" کا کیا ہے۔ جو ترجمہ محترم غامدی صاحب نے کیا اس کی تفصیل میں وہ لکھتے ہیں۔

"یوسف علیہ السلام نے جس طرح پچھلی ملاقات کے موقع پر اپنے بھائیوں کا دیا ہوا مال ان کے کجاووں میں رکھوا دیا تھا۔ اسی طرح یہ پیالہ بھی بن یمین کو کچھ بتائے بغیر اس کے سامان میں رکھوائے تاکہ واپس جا کر اپنا سامان کھولے تو ان کا یہ تحفہ پاکر خود بھی مسرور ہو اور بھائی کے اختیار اور اقتدار کی یہ نشانی اپنے باپ کو بھی دکھائے۔" (البیان للغامدی زیر آیت یوسف 71)

مولانا وحید الدین خاں اس کی تفصیل میں لکھتے ہیں، "برادران یوسف روانہ ہونے لگے تو حضرت یوسفؑ نے ازراہِ محبت اپنا پانی پینے کا پیالہ (جو غالباً چاندی کا تھا) اپنے بھائی بن یامین کے سامان میں رکھ دیا۔ اس کی خبر نہ بن یامین کو تھی اور نہ دربار والوں کو۔ اس کے بعد خدا کی قدرت سے ایسا ہوا کہ غلّہ ناپنے کا شاہی پیمانہ (جو خود بھی قیمتی تھا) کہیں ادھر ادھر (misplace) ہو گیا۔ تلاش کے باوجود جب وہ نہیں نکلا تو کارندوں کو شبہ برادران یوسف کی طرف گیا۔"(التذکیر صفحہ 637، مکتبہ رسالہ، دہلی۔ مطبوعہ 2016)

ان تراجم سے حضرت یوسف علیہ السلام پر انگشت استفہام اٹھتی ہے۔ کہ آپ نے جان بوجھ کر یہ پیالہ بن یامین کے سامان میں رکھا جب آپ کو معلوم تھا کہ یہ قانوناً جائز نہیں تو صرف اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھنے کے لئے ایسا کیا۔ یہ ایک نبی کی شان سے بہت بعید ہے۔ اس آیت کے حصہ کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے یوں کیا۔ جس سے کسی قسم کا سوال حضرت یوسف علیہ السلام پر نہیں اٹھتا۔ آپ فرماتے ہیں۔"تو اس نے (بے خیالی میں) اپنے بھائی کے سامان میں پینے کا برتن رکھ دیا"۔ اس ترجمہ کی تفصیل میں آپ فرماتے ہیں۔

"بادشاہ کا یہ پیمانہ بالارادہ نہیں رکھا گیا تھا بلکہ غلطی سے ایسا ہوا تھا۔ ورنہ خدا تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ اس طرح ہم نے یوسف کے لئے تدبیر کی۔ اگر یہ تدبیر یوسف کی ہوتی تو اللہ اسے اپنی طرف منسوب نہ فرماتا۔"(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف اور مختصر تشریحی نوٹس زیر آیت یوسف 71، صفحہ 393 حاشیہ)

مثال نمبر 6 میں حضرت لوط علیہ السلام کے اس مکالمہ کو پیش کیا گیا ہے جس سے متعلق کافی دل آزار باتیں مفسرین نے لکھی ہیں۔ اس کا ترجمہ جو تینوں مترجمین نے کیا وہ پہلے پیش ہے پھر اس ترجمہ سے مراد کو واضح کیا جائے گا۔

غامدی صاحب نے اس آیت کا قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ کا ترجمہ "لوط نے (عاجز ہو کر) کہا: اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو یہ میری بیٹیاں موجود ہیں۔" کا کیا ہے۔ مولانا وحید الدین خاں نے اس کا ترجمہ "اس نے کہا یہ میری بیٹیاں ہیں اگر تم کو کچھ کرنا ہے۔" کا کیا ہے جبکہ علامہ طاہر القادری نے اس کا ترجمہ "لوط (علیہ السلام) نے کہا: یہ میری (قوم کی) بیٹیاں ہیں اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو (تو بجائے بدکرداری کے ان سے نکاح کر لو)" کا کیا ہے۔

غامدی صاحب اس آیت کے اپنے ترجمہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔" حضرت لوط کی طرف سے یہ ان اوباشوں کے لئے کیا کوئی پیش کش تھی؟ استاذ امام لکھتے ہیں۔۔۔"یہ حضرت لوط کی طرف سے کوئی پیش کش نہیں تھی بلکہ یہ اپنی قوم کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کے لئے ان کی آخری تدبیر تھی۔ اگر ان لوگوں کے اندر اخلاقی حس کی کوئی رمق بھی ہوتی تو وہ سوچ سکتے تھے کہ ایک یہ شخص ہے جو اپنے مہمانوں کی عزت بچانے کے لئے اپنی عزت تک خطرے میں ڈالنے کے لئے تیار ہے۔ اور ایک ہم ہیں کہ اس کی اور اس کے مہمانوں کی عزت کے درپے ہیں۔ یہ بالکل اسی طرح کی بات ہے جس طرح ایک اعلیٰ کردار کا آدمی دوسرے کی جان یا آبرو بچانے کے لئے اپنی جان اور وقار کو خطرے میں ڈال دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔۔۔ تدبر قرآن 4/ 370 " (البیان للغامدی زیر آیت الحجر 72)

مولانا وحید الدین خاں لکھتے ہیں، "میری بیٹیاں" سے مراد قوم کی بیٹیاں ہیں۔ حضرت لوط نے جب دیکھا کہ ظالم لوگ منع کرنے کے باوجود مہمانوں پر ٹوٹ پڑ رہے ہیں تو آپ نے ان سے کہا کہ خدارا، میرے مہمانوں کے معاملہ میں مجھ کو رسوا نہ کرو۔ اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو یہ قوم کی لڑکیاں ہیں ان میں سے جس سے چاہو نکاح کر لو۔"(التذکیر صفحہ 702، مکتبہ رسالہ، دہلی۔ مطبوعہ 2016)

علامہ طاہر القادری نے بھی مولانا وحید الدین خاں صاحب والا مؤقف ہی اپنایا ہے۔

اس سب کے برعکس حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ کچھ یوں کیا ہے۔"اس نے کہا (دیکھو) یہ میری بیٹیاں ہیں (ان کی حیا کرو) اگر تم کچھ کرنے والے ہو۔" جو کہ نہائت آسان فہم اور عقلی و منطقی ہے اور اس سے حضرت لوط علیہ السلام کی پاکیزہ زندگی پر وہ سوال نہیں اٹھتا جو کہ مفسرین کی ایسی تفسیر کی وجہ سے مستشرقین و علماء نے اٹھایا ہے۔

مثال نمبر 8 میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیان کو پیش کیا گیا ہے۔ جو کہ مفسرین و علماء کے نزدیک آپ کے تین جھوٹوں میں سے ایک ہے۔ (نقل کفر کفر نہ باشد) یعنی آپ بیمار نہیں تھے مگر آپ نے جھوٹ کہہ دیا۔ اس آیت فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ کا ترجمہ غامدی صاحب نے "میں تو ماندہ ہو رہا

ہوں۔" کا کیا ہے۔ مولانا وحید الدین خاں نے اس کا ترجمہ "پس کہا کہ میں بیمار ہوں۔" کا کیا ہے اور علامہ طاہر القادری نے اس کا ترجمہ "اور کہا: میری طبیعت مُضمحِل ہے (تمہارے ساتھ میلے پر نہیں جاسکتا)" کا کیا ہے۔

غامدی صاحب اپنے ترجمہ کی ذیل میں لکھتے ہیں۔ "یہ غالباً معبد میں کسی تقریب کا موقع تھا۔ ایسے موقعوں پر لوگ بالعموم ماندہ اور مضمحل ہو جاتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے پہلے آسمان کی طرف نظر ڈال کر لوگوں کو وقت کا احساس دلایا، پھر اپنے اضمحلال کی طرف توجہ دلائی۔ اِس سے اُنھوں نے معبد کے محافظوں اور ذمہ داروں کو یہ تاثر دیا کہ طبیعت کے اضمحلال اور وقت زیادہ ہو جانے کی وجہ سے وہ اِس وقت گھر نہیں جانا چاہتے، بلکہ یہیں پڑ رہنا چاہتے ہیں۔ آگے جس اقدام کا ذکر ہے، اُس کے لیے یہ نہایت پاکیزہ توریہ تھا جس میں ہرگز کسی جھوٹ کی آمیزش نہیں تھی۔" (البیان للغامدی زیر آیت الصافات 90)

مولانا وحید الدین خاں نے لکھا، "حضرت ابراہیمؑ کی قوم کے لوگ غالباً کسی تیوہار میں شرکت کے لئے شہر سے باہر جارہے تھے۔ آپ کے گھر والوں نے آپ سے بھی چلنے کے لئے کہا۔ آپ نے توریہ کے انداز میں ان سے معذرت کرلی۔ جب تمام لوگ چلے گئے تورات کے وقت آپ بت خانہ میں داخل ہوئے تو اس کے بتوں کو توڑ ڈالا۔" (التذکیر صفحہ 1166، مکتبہ رسالہ، دہلی۔ مطبوعہ 2016)

مندرجہ بالا مؤقف ہی طاہر القادری صاحب نے اختیار فرمایا ہے۔

اس ذیل میں ایک بات نہائت قابل توجہ ہے کہ حضرت ابراہیم کی عظیم الشان خصوصیات میں سے ایک نہائت مبارک خصوصیت جس کا قرآن کریم بھی تذکرہ فرماتا ہے یہ تھی کہ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا (مریم 42)

یعنی آپ کو قرآن کریم صدیق نبی قرار دیتا ہے۔ یہاں صادق نہیں فرمایا کہ وہ سچ بولتے تھے۔ بلکہ صدیق فرمایا ہے یعنی آپ سچائی کے اعلیٰ وافضل ترین مقام پر فائز تھے۔ اس بات کا اظہار اس عقیدہ یا خیال سے تو ہرگز نہیں ہوتا کہ آپ کی طرف کسی بھی قسم کا "پاکیزہ توریہ" منسوب کیا جائے۔ بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس غیر معمولی صفت کی روشنی میں اس آیت کا ایسا معنیٰ کرنا چاہیئے جو اس مقام کے مخالف نہ ہو۔ یہی وہ ترجمہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے کیا۔ آپ فرماتے ہیں۔ "اور کہا میں تو یقیناً بیزار ہو گیا ہوں۔"

مثال نمبر 9 میں فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ کے تراجم کو پیش کیا گیا ہے۔ غامدی صاحب نے اس کا ترجمہ "تو وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر تلوار چلانے لگا۔" کیا۔ مولانا وحید الدین خاں نے اس کا ترجمہ "پھر وہ جھاڑنے لگا پنڈلیاں اور گردنیں۔" کا کیا اور علامہ طاہر القادری نے اس کا ترجمہ "تو انہوں نے (تلوار سے) اُن کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹ ڈالیں" اس کے تراجم میں تینوں مترجمین نے ان اسرائیلی روایات کا جو تفاسیر میں در آئیں سہارا لیتے ہوئے ترجمہ کیا جس سے حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہ سوال اٹھتا ہے کہ اگر ان کی نماز قضا ہو گئی تھی تو ان بے چارے گھوڑوں کا کیا

قصور تھا۔ محترم غامدی صاحب اپنے ترجمہ کی تفصیل میں لکھتے ہیں۔ "آیت میں لفظ طَفِقَ اشارہ کر رہا ہے کہ یہ غلبہ حال ہی کی ایک صورت تھی۔ اس طرح کی کیفیت نبی ﷺ کی وفات کا سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بھی طاری ہو گئی تھی۔ قرآن نے یہ واقعہ جیسا کہ اوپر بیان ہوا، سلیمان علیہ السلام کے جوش انابت اور غلبہ اوابیت کے اظہار کے لئے سنایا ہے اور اس لحاظ سے یہ بلاشبہ ایک شاندار واقعہ ہے۔ اس سے دین و شریعت کے اصول و ضوابط اخذ کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔" (البیان للغامدی زیر آیت ص 33) اسی طرح علامہ طاہر القادری کے نزدیک آپؑ نے یہ عمل "اپنی محبت کو اللہ کے تقرّب کے لئے ذبح کر دیا" کے لئے کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا وہ ترجمہ کیا جس سے کوئی بھی اعتراض کی گنجائش نہیں نکلتی اور آپؑ کا مقام و مرتبہ پر کوئی آنچ نہیں آتی۔ آپ نے اس کا ترجمہ **"پس وہ (ان کی) پنڈلیوں اور گردنوں پر (پیار سے) ہاتھ پھیرنے لگا۔"** کا کیا۔

اس ترجمہ کی وضاحت میں آپ فرماتے ہیں۔ " اس سے اکثر مفسرین یہ مراد لیتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ کو اپنے گھوڑوں کے لشکر سے اتنی محبت تھی کہ ان کے نظارے میں محو ہو کر آپؑ کی نماز قضا ہو گئی۔ پس اس غصہ میں انہوں نے ان سب کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور گردنوں کو تن سے جدا کر دیا۔ یہ نہائت ہی احمقانہ توجیہ ہے جو قرآن کریم کی طرف منسوب کرنا اس کی ہتک ہے۔ اگر نماز قضا ہوئی تھی تو پھر پہلے نماز پڑھنے کا ذکر آنا چاہیئے تھا۔ نیز گھوڑوں کو دیکھنے کا نظارہ تو انہوں نے اپنی مرضی سے کیا تھا، گھوڑوں بے چاروں کا کیا قصور تھا کہ ان کی گردنیں ماری جاتیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی خاطر جہاد کے لئے یہ لشکر رکھا گیا تھا اس لئے ان سے اظہار محبت کے لئے آپ نے ان کی پنڈلیوں اور رانوں پر ہاتھ پھیرا، جیسا کہ آجکل بھی گھوڑوں سے محبت کرنے والا یہی سلوک کرتا ہے۔" (قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف اور مختصر تشریحی نوٹس زیر آیت ص 33 حاشیہ)

16. تصریفِ ضمائر:

بعض مقامات قرآنیہ کی ضمائر کو اگر صحیح انداز سے سمجھ کر پیش نہ کیا جائے تو مفہوم و معنیٰ غلط طور پر بیان ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں چند مقامات قرآنیہ کے حوالہ جات پیش کئے جا رہے ہیں تا کہ اس بات کو واضح کیا جائے کہ حضور کے ترجمہ میں اس مضمون کو بھی بہت عمدگی کے ساتھ مد نظر رکھا گیا ہے۔

نمبر	آیت / آیت کا حصّہ	حوالہ	البیان از جاوید احمد غامدی	تذکیر از مولانا وحید الدین خاں	عرفان القرآن از طاہر القادری	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
.1	حَتّٰۤی اِذَا اسۡتَیۡـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوۡۤا اَنَّہُمۡ قَدۡ کُذِبُوۡا جَآءَہُمۡ نَصۡرُنَا ۙ فَنُجِّیَ مَنۡ نَّشَآءُ ؕ وَ لَا یُرَدُّ بَاۡسُنَا عَنِ الۡقَوۡمِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ	یوسف 111	یہاں تک کہ جب ان کے رسول ان سے مایوس ہو گئے اور وہ لوگ بھی خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا(کہ ان پر کوئی عذاب آنے والا ہے) تو ہماری مدد پیغمبروں کو پہنچ گئی۔ پھر ان کو بچا لیا گیا جنہیں ہم چاہتے تھے(کہ بچالیں) اور مجرم لوگوں سے ہمارا عذاب ٹالا نہیں جا سکتا۔	یہاں تک کہ جب پیغمبر مایوس ہو گئے اور وہ خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا تو ان کو ہماری مدد آ پہنچی۔ پس نجات ملی جس کو ہم نے چاہا اور مجرم لوگوں سے ہمارا عذاب ٹالا نہیں جاسکتا۔	یہاں تک کہ جب پیغمبر (اپنی نافرمان قوموں سے) مایوس ہوگئے اور ان منکر قوموں نے گمان کر لیا کہ ان سے جھوٹ بولا گیا ہے(یعنی ان پر کوئی عذاب نہیں آئے گا) تو ان رسولوں کو ہماری مدد آپہنچی پھر ہم نے جسے چاہا (اسے) نجات بخش دی، اور ہمارا عذاب مجرم قوم سے پھیرا نہیں جاتا	یہاں تک کہ جب پیغمبر (ان سے) مایوس ہو گئے اور (لوگوں نے) خیال کیا کہ اُن سے جھوٹ بولا گیا ہے تو ہماری مدد اُن تک پہنچی پس جسے ہم نے چاہا وہ بچالیا گیا اور ہمارا عذاب مجرم قوم سے ٹالا نہیں جاسکتا۔
.2	وَ اِنۡ مِّنۡکُمۡ اِلَّا وَارِدُہَا ۚ کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتۡمًا مَّقۡضِیًّا	مریم 72	(خدائے رحمٰن کے مقابل میں اکڑنے والو)، تم میں سے ہر ایک کو اُس میں لازماً داخل ہونا ہے۔ یہ ایک طے شدہ بات ہے، (اے پیغمبر)، جس کو پورا کرنا	اور تم میں سے کوئی نہیں جس کا اس پر سے گزر نہ ہو، یہ تیرے رب کے اوپر لازم ہے۔ جو پورا ہو کر رہے گا۔	اور تم میں سے کوئی شخص نہیں ہے مگر اس کا اس (دوزخ) پر سے گزر ہونے والا ہے، یہ (وعدہ) قطعی طور پر آپ کے رب کے ذمہ ہے جو ضرور پورا ہو کر رہے گا۔	اور تم (ظالموں) میں سے کوئی نہیں مگر وہ ضرور اُس پر اُترنے والا ہے یہ تیرے ربّ پر ایک طے شدہ فیصلہ کے طور پر فرض ہے۔

خواجہ عبد العظیم احمد، فاضل عربی،
شاھد۔ ریسرچ سکالر

			تیرے رب کا ذمہ ہے۔			
3.	لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ	المجادلة 23	تم کبھی نہ دیکھو گے کہ جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر فی الواقع ایمان رکھتے ہیں، وہ اُن لوگوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور اُس کے رسول کے دشمن ہو گئے ہوں، اگرچہ وہ اُن کے باپ ہوں یا بیٹے یا اُن کے بھائی یا اہل خاندان۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنے ایک فیض خاص سے اُن کی مدد کی ہے۔ اور (قیامت کے دن) وہ اُنھیں ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ وہ اللہ کی جماعت ہیں۔ سنو، اللہ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے۔	تم ایسی قوم نہیں پا سکتے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اور وہ ایسے لوگوں سے دوستی رکھے جو اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں۔ اگرچہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے۔ اور وہ ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے ۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی	آپ اُن لوگوں کو جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کبھی اس شخص سے دوستی کرتے ہوئے نہ پائیں گے جو اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے دشمنی رکھتا ہے خواہ وہ اُن کے باپ (اور دادا) ہوں یا بیٹے (اور پوتے) ہوں یا اُن کے بھائی ہوں یا اُن کے قریبی رشتہ دار ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اُس (اللہ) نے ایمان ثبت فرما دیا ہے اور انہیں اپنی روح (یعنی فیضِ خاص) سے تقویت بخشی ہے، اور انہیں (ایسی) جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، اللہ اُن سے راضی ہو گیا ہے اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ہیں، یہی اللہ (والوں) کی جماعت ہے، یاد رکھو! بیشک اللہ (والوں) کی جماعت ہی مراد پانے والی ہے	تو کوئی ایسے لوگ نہیں پائے گا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوئے ایسے لوگوں سے دوستی کریں جو اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کرتے ہوں، خواہ وہ اُن کے باپ دادا ہوں یا اُن کے بیٹے ہوں یا اُن کے بھائی ہوں یا اُن کے ہم قبیلہ لوگ ہوں یہی وہ (باغیرت) لوگ ہیں جن کے دل میں اللہ نے ایمان لکھ رکھا ہے اور ان کی وہ اپنے امر سے تائید کرتا ہے اور وہ انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں وہ اُن میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے اللہ اُن سے راضی

خواجہ عبدالعظیم احمد، فاضل عربی،
شاہد۔ریسرچ سکالر

	اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰہِ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ			ہوئے ۔ یہی اللہ کا گروہ ہیں اور اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا ہے۔		ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے یہی اللہ کا گروہ ہیں خبردار! اللہ ہی کا گروہ ہے جو کامیاب ہونے والے لوگ ہیں۔
4.	وَ مَرۡیَمَ ابۡنَتَ عِمۡرٰنَ الَّتِیۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَہَا فَنَفَخۡنَا فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِنَا وَ صَدَّقَتۡ بِکَلِمٰتِ رَبِّہَا وَ کُتُبِہٖ وَ کَانَتۡ مِنَ الۡقٰنِتِیۡنَ	التحریم 13	اور عمران کی بیٹی مریم کی مثال پیش کرتا ہے جس نے اپنا دامن پاک رکھا۔ پھر ہم نے اُس کے اندر اپنی طرف سے روح پھونک دی، اور اُس نے اپنے پروردگار کے ارشادات اور اُس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرماں بردار لوگوں میں سے تھی۔	اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی۔۔ پھر ہم نے اُس میں اپنی روح پھونک دی، اور اُس نے اپنے رب کے کلمات کی اور اُس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرماں برداروں میں سے تھی۔	اور (دوسری مثال) عمران کی بیٹی مریم کی (بیان فرمائی ہے) جس نے اپنی عصمت و عفّت کی خوب حفاظت کی تو ہم نے (اس کے) گریبان میں اپنی روح پھونک دی اور اس نے اپنے رب کے فرامین اور اس کی (نازل کردہ) کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت گزاروں میں سے تھی	اور عمران کی بیٹی مریم کی (مثال دی ہے) جس نے اپنی عصمت کو اچھی طرح بچائے رکھا تو ہم نے اس (بچے) میں اپنی روح میں سے کچھ پھونکا اور اس (کی ماں) نے اپنے ربّ کے کلمات کی تصدیق کی اور اس کی کتابوں کی بھی اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی۔

17. ابہام کو دور کرنے والا ترجمہ:

اس ترجمہ کی ایک بنیادی خوبی یہ بھی ہے کہ یہ قاری کے ذہن میں اٹھنے والے ابہام کو دور کر کے قاری کو درست قرآنی ہدایت کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ مندرجہ ذیل مثالیں اس خوبی کو واضح کریں گی۔

نمبر	آیت/آیت کا حصّہ	حوالہ	البیان از جاوید احمد غامدی	تذکیر از مولانا وحید الدین خاں	عرفان القرآن از طاہر القادری	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
1.	وَ لَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنۡہَا	النور 32	اور اپنی زینت کی چیزیں نہ کھولیں سوائے اس کے جو ان میں سے کھلی ہوتی ہیں۔	اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے ظاہر ہو جائے۔	اور اپنی آرائش و زیبائش کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے (اسی حصہ) کے جو اس میں سے خود ظاہر ہوتا ہے	اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جو اس میں سے از خود ظاہر ہو۔
2.	وَ حِیۡنَ تَضَعُوۡنَ ثِیَابَکُمۡ مِّنَ الظَّہِیۡرَۃِ	النور 59	جب دوپہر کو تم کپڑے اتارتے ہو۔	اور دوپہر کو جب تم اپنے کپڑے اتارتے ہو۔	اور (دوسرے) دوپہر کے وقت جب تم (آرام کے لئے) کپڑے اتارتے ہو	اور اس وقت جب تم قیلولے کے وقت (زائد) کپڑے اتار دیتے ہو
3.	لَقَدِ اسۡتَکۡبَرُوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ	الفرقان 22	یہ اپنے جی میں بڑا گھمنڈ لئے بیٹھے ہیں۔	انہوں نے اپنے جی میں اپنے کو بہت بڑا سمجھا۔	حقیقت میں یہ لوگ اپنے دِلوں میں (اپنے آپ کو) بہت بڑا سمجھنے لگے ہیں	یقیناً انہوں نے اپنے تئیں بہت بڑا سمجھا ہے۔
4.	حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَوۡا عَلٰی وَادِ النَّمۡلِ ۙ قَالَتۡ نَمۡلَۃٌ یّٰۤاَیُّہَا النَّمۡلُ ادۡخُلُوۡا مَسٰکِنَکُمۡ ۚ لَا یَحۡطِمَنَّکُمۡ	النمل 19	یہاں تک کہ وہ مارچ کرتے ہوئے) جب چونٹیوں کی وادی میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا ، اے چونٹیو! اپنی بلوں میں گھس جاؤ۔ کہیں سلیمان	یہاں تک کہ وہ چونٹیوں کی وادی میں پہنچے۔ ایک چیونٹی نے کہا، اے چونٹیو! اپنے سوراخوں میں گھس جاؤ۔	یہاں تک کہ جب وہ (لشکر) چیونٹیوں کے میدان پر پہنچے تو ایک چیونٹی کہنے لگی: اے چیونٹیو! اپنی رہائش گاہوں میں داخل ہو جاؤ کہیں سلیمان (علیہ السلام) اور ان کے لشکر تمہیں کچل نہ دیں اس حال میں کہ انہیں خبر بھی نہ ہو	یہاں تک کہ جب وہ نمل کی وادی پر پہنچے تو نمل (قوم) کی ایک عورت نے کہا اے نمل! اپنے اپنے گھروں میں گھس جاؤ سلیمان اور اس کے لشکر ہرگز تمہیں روند نہ دیں

	سُلَیۡمٰنُ وَ جُنُوۡدُہٗ ۙ وَ ہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ		اور اس کا لشکر تمہیں کچل نہ ڈالیں اور انہیں اس کا احساس بھی نہ ہو۔	کہیں سلیمان اور اس کا لشکر تم کو کچل نہ ڈالیں اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔		جبکہ انہیں (اس کا) احساس تک نہ ہو۔
.5	وَ تَفَقَّدَ الطَّیۡرَ فَقَالَ مَا لِیَ لَاۤ اَرَی الۡہُدۡہُدَ ۫ۖ اَمۡ کَانَ مِنَ الۡغَآئِبِیۡنَ	النمل 21	(اسی موقع پر) سلیمان نے اپنے پرندوں کے لشکر کا جائزہ لیا تو کہا۔ کیا بات ہے میں ہد ہد کو نہیں دیکھا رہا ہوں۔ وہ موجود ہے یا کہیں غائب ہوگیا ہے۔	اور سلیمان نے پرندوں کا جائزہ لیا تو کہا۔ کیا بات ہے کہ میں ہد ہد کو نہیں دیکھ رہا ہوں۔ کیا وہ کہیں غائب ہو گیا ہے۔	اور سلیمان (علیہ السلام) نے پرندوں کا جائزہ لیا تو کہنے لگے: مجھے کیا ہوا ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھ پا رہا یا وہ (واقعی) غائب ہوگیا ہے	اور اس نے ایک بلند خیال انسان کو غائب پایا تو اس نے کہا کہ مجھے کیا ہوا ہے کہ میں ہُدہُد کو نہیں دیکھ رہا کیا وہ غیر حاضروں میں سے ہے۔
.6	قَالَ عِفۡرِیۡتٌ مِّنَ الۡجِنِّ اَنَا اٰتِیۡکَ بِہٖ قَبۡلَ اَنۡ تَقُوۡمَ مِنۡ مَّقَامِکَ ۚ وَ اِنِّیۡ عَلَیۡہِ لَقَوِیٌّ اَمِیۡنٌ	النمل 40	جنوں میں سے ایک دیو نے عرض کیا میں اس کو آپ کے پاس آپ کی اس مجلس سے آپ کے اٹھنے سے پہلے حاضر کر دوں گا میں اس پر قدرت رکھتا ہوں اور امانت دار بھی ہوں۔	جنوں میں سے ایک دیو نے کہا، میں اس کو آپ کے پاس لے آؤں گا۔ اس سے پہلے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں۔ میں اس پر قدرت رکھنے والا امانت دار ہوں۔	ایک قوی ہیکل جن نے عرض کیا: میں اسے آپ کے پاس لا سکتا ہوں قبل اس کے کہ آپ اپنے مقام سے اٹھیں اور بیشک میں اس (کے لانے) پر طاقتور (اور) امانت دار ہوں	جنوں میں سے عِفریت نے کہا میں اسے تیرے پاس لے آؤں گا پیشتر اس سے کہ تُو اپنے مقام سے پڑاؤ اٹھا لے اور یقیناً میں اس (کام) پر بہت قوی (اور) قابل اعتماد ہوں۔

.7	وَ كُلَّ شَيۡءٍ اَحۡصَيۡنٰهُ فِيۡۤ اِمَامٍ مُّبِيۡنٍ	یٰس 13	اور ہم نے ہر چیز ایک واضح کتاب میں درج کر لی ہے۔	اور ہر چیز ہم نے درج کر لی ہے ایک کھلی ہوئی کتاب میں۔	اور ہر چیز کو ہم نے روشن کتاب (لوحِ محفوظ) میں احاطہ کرر کھاہے	اور ہر چیز کو ہم نے ایک واضح شاہراہ میں (زیرزمین) محفوظ کر رکھاہے۔
.8	وَ هٰذِهِ الۡاَنۡهٰرُ تَجۡرِيۡ مِنۡ تَحۡتِيۡ	الزخرف 52	اور یہ نہریں بھی کہ میرے نیچے بہہ رہی ہیں۔	اور یہ نہریں جو میرے نیچے بہہ رہی ہیں۔	اور یہ نہریں جو میرے (محلّات کے) نیچے سے بہہ رہی ہیں۔	اور یہ سب نہریں بھی جو میرے زیر تصرف بہتی ہیں
.9	جَعَلۡنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ	الزخرف 60	اور بنی اسرائیل کے لئے اس کو (اپنی قدرت کی) ایک مثال بنایا۔	اور اس کو بنی اسرائیل کے لئے ایک مثال بنادیا۔	اور ہم نے انہیں بنی اسرائیل کے لئے (اپنی قدرت کا) نمونہ بنایا تھا۔	اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ایک (قابل تقلید) مثال بنادیا۔
.10	وَ اِذۡ صَرَفۡنَاۤ اِلَيۡكَ نَفَرًا مِّنَ الۡجِنِّ يَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوۡهُ قَالُوۡۤا اَنۡصِتُوۡا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوۡا اِلٰى قَوۡمِهِمۡ مُّنۡذِرِيۡنَ	الاحقاف 30	جب ہم نے جنوں کے ایک گروہ کو تمہاری طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں۔ سو جب وہ اس جگہ پہنچے (جہاں تم قرآن پڑھ رہے تھے) تو انہوں نے آپس میں کہا ، خاموش رہو (اور سنو) پھر جب اس کا پڑھنا تمام ہوا تو وہ اپنی قوم کی طرف لوٹے کہ ان کو خبر دار کریں۔	اور وہ جب ہم جنات کے ایک گروہ کو تمہاری طرف لے آئے، وہ قرآن سننے لگے ۔ پس جب وہ اس کے پاس آئے تو کہنے لگے کہ چپ رہو۔پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو وہ لوگ ڈرانے والے بن کر اپنی قوم کی طرف واپس گئے۔	اور (اے حبیب!) جب ہم نے جنّات کی ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کیا جو قرآن غور سے سنتے تھے۔ پھر جب وہ وہاں (یعنی بار گاہِ نبوت میں) حاضر ہوئے تو انہوں نے (آپس میں) کہا: خاموش رہو، پھر جب (پڑھنا) ختم ہو گیا تو وہ اپنی قوم کی طرف ڈر سنانے والے (یعنی داعی الی الحق) بن کر واپس گئے	اور جب ہم نے جنوں میں سے ایک جماعت کا رُخ تیری طرف پھیر دیا جو قرآن سنا کرتے تھے جب وہ اُس کے حضور حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا خاموش ہو جاؤ پھر جب بات ختم ہوگئی تو اپنی قوم کی طرف انذار کرتے ہوئے لَوٹ گئے۔

خاتمہ

قرآن کریم اپنے پردے اسی پر اٹھاتا ہے جو حامل قرآن کریم ہو، جس کو "مطہّر" قرار دیا گیا ہو۔ جس کو اللہ تعالیٰ خود سکھائے۔ یہ برکت کسی زور بازو سے نہیں مل سکتی یہ ذوالفضل خدا کے افضال ہی میں سے ایک ہے۔ اس حقیر سی کوشش میں اسی اصل سے پردہ اٹھایا گیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو کہ "طاہر" تھے، طاہر سے پہلے وہ "مطہر" تھے یعنی اسم با مسمّیٰ۔ کیونکہ جو خود مطہر نہ ہو وہ کسی کو کیا پاکیزگی بخشے گا؟

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام انہی گروہ مطھرین کے بارہ میں اپنی تصنیف آئینہ کمالات اسلام میں تحریر فرماتے ہیں۔

" فان الفرقان مملوٌّ من عجائب الاسرار و دقائقها ولطائفها و لٰکن لا یمسّه الا المطھرون۔ و لا یستنبط سِرّه و لا یطّلع علی غموض معانیه الا الذی اصابه حظ من صبغة اللہ۔ فطوبٰی للذین یُصْبغون۔ و هم قوم شغفهم اللہ حبًا و طهّرهم نفسًا و زکّاهم و جلّاهم و رفعهم الیه فهم فی ذکر حِبّهم دائمون"(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 394)

یعنی قرآن کریم اسرار و دقائق اور لطیف باتوں کے عجائب سے بھرا پڑا ہے مگر اس تک سوائے "مطھروں" کے کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اور کوئی اس کے راز سے خبر حاصل کر سکتا ہے اور نہ اس کے معانی میں ڈوب کر اس کو سمجھ سکتا ہے مگر وہ جس کو اللہ کے رنگ میں سے حصہ ملا ہوا ہو۔ سو خوشخبری ہو ان کے لئے جن کو اللہ اپنے رنگ میں رنگے۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ کی محبت میں فنا ہوتے ہیں، وہ ان کے نفوس کو پاک کرتا اور ان کا تزکیہ کرتا ہے۔ وہ ان کو جلاء بخشتا ہے اور ان کا رفع اپنی جانب کرتا ہے اور وہ اپنے محبوب (خدا) کے ذکر میں مداومت اختیار کرنے والے ہوتے ہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا،

" دینی علم اور پاک معارف کے سمجھنے اور حاصل کرنے کے لئے پہلے سچی پاکیزگی کا حاصل کرلینا اور ناپاکی کی راہوں کا چھوڑ دینا ازبس ضروری ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ یعنی خدا کی پاک کتاب کے اسرار کو وہی لوگ سمجھتے ہیں جو پاک دل ہیں او رپاک فطرت اور پاک عمل رکھتے ہیں۔ دنیوی چالاکیوں سے آسمانی علم ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے۔"(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ہشتم صفحہ 68)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا ترجمۃ القرآن بے نظیر خوبیوں سے مرصع ہے۔ ہر چھوٹے بڑے، خاص وعام کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ کا حکم رکھتا ہے۔ آپ کے علم قرآنی سے فائدہ اٹھانا ہم احمدیوں میں ہر ایک کا فرض ہے۔ کیونکہ ہمارے خلفاء اللہ تعالیٰ کے خاص منشاء کے مطابق اسی کی دی ہوئے ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ہماری اصلاح وتربیت کے لئے یہ عظیم الشان کام کرتے ہیں۔ زیر نظر کام بھی آپکی خداداد علم، بے مثال تجربہ، منصب خلافت کی برکات اور فیوض اور آپ کے خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق پر روشن دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے کماحقہٗ استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

گر قبول افتد زہے عزّو شرف